عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

کراچی

ملتِ اسلامیہ کا بین الاقوامی جریدہ

جلد نمبر ۴

شمارہ نمبر ۲۴

تاجدار ختمِ نبوۃ

صلی اللہ علیہ وسلم

کی ولادت باسعادت

کے بعد

[illegible] نبوّت

کا ظہور

تحریر: حضرت مولانا محمد [illegible]

[illegible]

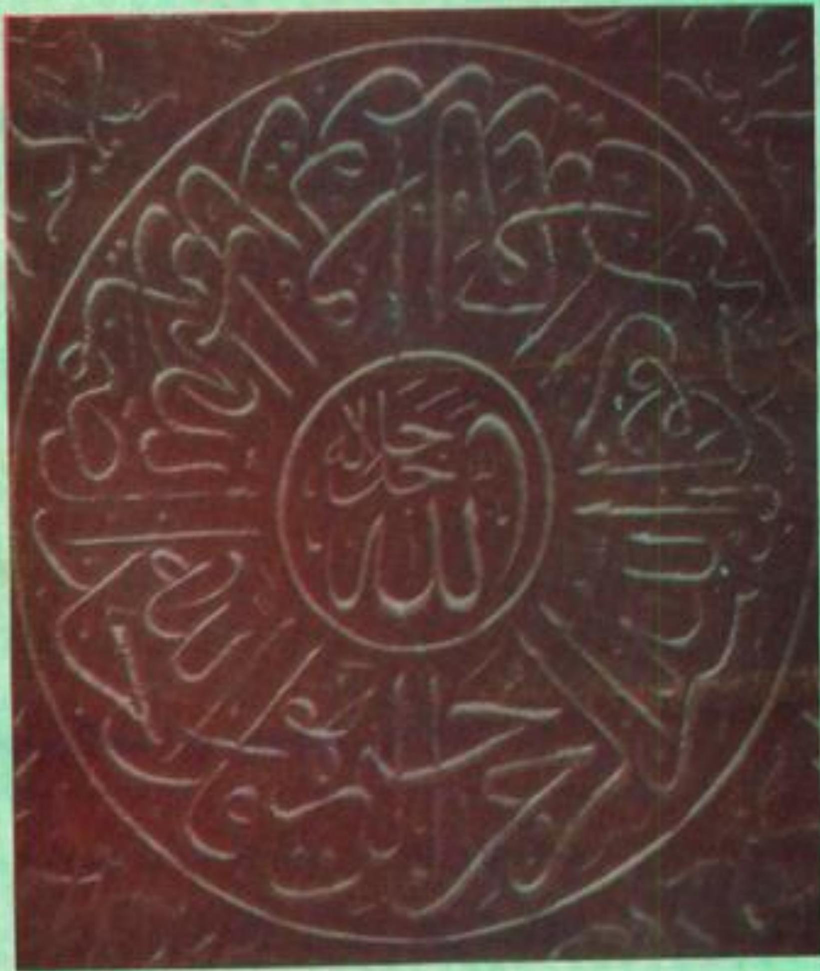

غلافِ کعبہ کے مقدس ٹکڑے کا عکس

غلاف کعبۃ اللہ

تفصیلی مضمون اندرونی صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ

اے لوگو! کھاؤ اس چیز سے کہ بیچ زمین کے ہے حلال پاکیزہ اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، اور وہ پاکیزہ مال کو ہی قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے۔ جس کا حکم پیغمبروں کو دیا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی

جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۲۴

۱۵ تا ۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

مطابق

۲۹ نومبر تا ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء

اس شمارے میں

۱	خصائل نبویؐ	۴
۲	اداریہ	۵
۳	برکات نبوت	۷
۴	بعثت مبارکہ کا مقصد	۹
۵	غلاف کعبہ	۱۲
۶	نعمت کبریٰ اور احسان عظیم	۱۴
۷	حضرت عمر فاروقؓ اور رعایا کی خبر گیری	۱۵
۸	قادیانی جماعت ـــ اس صدی کا خطرناک کردار	۱۶
۹	برطانوی دور کی شخصی یادگار	۱۸
۱۰	بزم ختم نبوت	۲۱
۱۱	آپ کے مسائل	۲۴
۱۲	اخبار ختم نبوت	۲۶

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلسِ ادارت

مفتی احمد الرحمان — مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا بدیع الزمان — ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

شعبۂ کتابت

محمد عبدالستار واحدی ، امجد محمود

بدلِ اشتراک

سالانہ -/۷۰ روپے — ششماہی -/۴۰ روپے

سہ ماہی -/۲۰ روپے — فی پرچہ -/۲ روپے

رابطۂ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۱۱۹۶۱

اندرونِ ملک نمائندے

اسلام آباد ـــ عبدالرؤف جتوئی	پشاور ـــ نورالحق نور
گوجرانوالہ ـــ حافظ محمد ثاقب	مانسہرہ/ہزارہ ـــ سید منظور احمد آسی
لاہور ـــ ملک کریم بخش	ڈیرہ اسمٰعیل خان ـــ ایم شعیب گنگوہی
فیصل آباد ـــ مولوی فقیر محمد	کوئٹہ ـــ نذیر تونسوی
سرگودھا ـــ ایم اکرم طوفانی	حیدرآباد سندھ ـــ نذیر بلوچ
ملتان ـــ عطاء الرحمان	کنری ـــ ایم عبدالواحد
بہاولپور ـــ ذبیح فاروقی	سکھر ـــ ایچ غلام محمد
ڈیرہ غازیخان ـــ حافظ خلیل احمد راں	ٹنڈو آدم ـــ حماد اللہ عرف لی اللہ

بدلِ اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت ، اومان ، شارجہ ، دوبئی ، اُردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا ، امریکہ ، کینیڈا	۲۴۰ روپے
افریقہ	۲۱۰ روپے
افغانستان ، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرونِ ملک نمائندے

کینیڈا ـــ آفتاب احمد	ماریشس ـــ غلام رسول
ٹرینیڈاڈ ـــ اسمٰعیل ناخدا	افریقہ ـــ محمد زبیر افریقی
برطانیہ ـــ محمد اقبال	ماریشس ـــ ایم اخلاص احمد
اسپین ـــ راجہ حبیب الرحمٰن	ری یونین فرانس ـــ عبدالرشید بزرگ
ڈنمارک ـــ محمد ادریس	بنگلہ دیش ـــ محی الدین خان

عبدالرحمان یعقوب باوا نے کلیم الحسن نقوی انجمن پریس سے چھپوا کر ۲۰/اے سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ کراچی سے شائع کیا۔

خصائل نبوی ۲

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

فائدہ:- یہ مضمون اگرچہ عادات کا جزو ہے اور اسی لئے گذشتہ باب میں داخل ہو سکتا تھا مگر غایت اہتمام کی وجہ سے اس کو مستقل ذکر کیا کہ خالق اور مخلوق دونوں کی ساتھ کے معاملات میں حیاء پر ایک مستقل مدار ہے حدیث میں وارد ہے کہ جب تجھ سے حیاء جاتی رہے پھر جو چاہے کر گزر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کمال درجہ منتہیٰ پر تھا۔ جس باب کو شروع کیا جائے اس میں آپ کے اوصاف بیان کرنے کے لئے الفاظ کا حصہ میسر نہیں ہوتے۔ آپ کی حیاء کے دو چار واقعات نہیں ہیں سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کثرت حیاء کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ نہیں جماتے تھے یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کسی سے بالمقابل نہ ہوتے تھے امام ترمذیؒ نے بھی نمونۃً اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ حیاء کئی قسم کی ہوتی ہے ایک کرم کی حیاء کہلاتی ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ولیمہ کیا تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد چند لوگ بیٹھے رہے اور باتوں میں مشغول رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا بیٹھنا بار تھا اور بار بار کبھی باہر تشریف لے جاتے تھے کبھی اندر تشریف لاتے تھے مگر شرم کی وجہ سے ان کو اٹھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ قرآن پاک میں بھی سورۂ احزاب کے اخیر کے قریب اس قصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ دوسری قسم عاشق کی اپنے محبوب سے شرم ہوتی ہے کہ بولنا بھی دشوار ہوتا ہے ؎

شوق افزوں مانع عرض تمنا داب حسن
بارہا دل نے اٹھائے ایسی لذت کے مزے

تیسری قسم بندگی کی شرم ہوتی ہے کہ بندگی میں اپنے آپ کو قاصر پائے اور مولا سے شرم میں بڑھتا جائے۔ چوتھی خود اپنی ذات سے شرم ہوتی ہے کہ آدمی ہمت سے کسی کام کو شروع کرے اور اس میں کوئی نقص رہ جائے تو خود اپنے سے شرم آنے لگتی ہے کہ ذرا سا کام بھی نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ یہ شرم کا اعلیٰ درجہ ہے جو شخص خود اپنے سے شرماتا ہے وہ دوسرے سے بطریق اولیٰ شرما سکتا ہے۔

حدثنا محمد بن غیلان حدثنا ابو داؤد حدثنا شعبۃ عن قتادۃ قال سمعت عبد اللہ بن ابی عتبۃ یحدث عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد حیاء من العذراء فی خدرھا وکان اذا کرہ شیئا عرف فی وجھہ۔

۱- ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردہ میں ہو کہیں زائد بڑھے ہوئے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرہ سے پہچان لیتے۔ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غایت شرم کی وجہ سے اظہار ناپسندیدگی بھی نہ فرماتے تھے۔)

فائدہ:- کنواری جو اپنے پردہ میں ہو کے دو مطلب علماء نے لکھے ہیں۔ ایک جماعت علماء نے یہ فرمایا ہے کہ اس سے پردہ نشین کنواری لڑکی مراد ہے کہ وہ اس کنواری لڑکی سے جو باہر پھرتی ہو بہت زیادہ شرمیلی ہوتی ہے گو کنواری ہر ایک ہی شرم دار ہوتی ہے اس لئے شریعت نے کنواری لڑکی کے نکاح کی اجازت کے لئے اس کے سکوت کو کافی بتایا ہے کہ کنواری کے لئے شرم طبعی چیز ہے۔ اور بالخصوص پردہ نشین لڑکی۔ اور بعض علماء نے پردہ نشین سے وہ لڑکی مراد لی ہے جو پردہ میں تربیت دی گئی ہو کہ اس کو عورتوں سے بھی پردہ کرایا گیا ہو چنانچہ باہر کی پھرنے والی عورتوں سے پردہ بہت سے خاندانوں میں مروج ہے کہ یہ لڑکی جس قدر شرمیلی ہوگی ظاہر ہے۔ دوسرا مطلب بعض علماء نے اپنے پردہ میں ہونے سے کنایہ بتایا ہے شب عروس کا کہ کنواری لڑکی پہلی شب میں جس قدر شرمیلی ہوتی ہے وہ ظاہر ہے۔

لیاقت علی خان کا قتل — پردہ اٹھتا ہے

شہید ملت خان لیاقت علی خان کے قتل کی تحقیقات کرنے والے تین ممتاز دانشوروں بیرسٹر ثمین خان، سردار عبدالمجید اور اصغر حسین ایڈووکیٹس نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ

”سر ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کی حیثیت سے ہٹانے کے ارادے سے باز رکھنے کیلئے قائد ملت کو قتل کیا گیا تھا ان افراد نے آج بیرسٹر ثمین خان کی رہائش گاہ پر ہونے والی ایک پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ ملک کے ایک بزرگ صحافی نے شہادت دی ہے کہ لیاقت علی خان راولپنڈی کے جلسہ عام میں سر ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کی حیثیت سے علیحدہ کرنے کا اعلان کرنے والے تھے مگر انہیں ابتدائی کلمات ادا کرنے کے بعد ہی گولی مار کر شہید کر دیا گیا، انہوں نے اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ سر ظفر اللہ خان نے ایک جرمن شہری کو قادیانی بنایا اور راولپنڈی کے ڈی آئی جی پولیس کی بیٹی سے اس کی شادی کرادی یہ ڈی آئی جی قادیانی تھا اور اسی ڈی آئی جی نے قائد ملت کے قاتل سید اکبر کو گولی مار کر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا تھا کہ اس گھناؤنی سازش کے تار و پود نہ کھل سکیں۔ بیرسٹر ثمین خان نے بتایا کہ خان لیاقت علی خان کے قتل کے سلسلہ میں جسٹس منیر اور اختر حسین کی رپورٹ جلد شائع کر دی جائے گی“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

ہفت روزہ ختم نبوت میں گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین حضرت مولانا احمد الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری کا ایک پریس بیان شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ

”راولپنڈی کے جس جلسہ عام میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کو گولی کا نشانہ بنایا گیا اس جلسہ میں لیاقت علی خان نے ظفر اللہ قادیانی کی وزارت خارجہ سے برطرفی کا اعلان کرنا تھا“

قائد ملت لیاقت علی خان کے قتل کی تحقیقات کرنے والے تین ممتاز دانشوروں کے بیان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کے بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ عالمی مجلس کے مرکزی قائدین اور تین ممتاز دانشوروں کا یہ انکشاف حیران کن ضرور ہے لیکن جن لوگوں کو اس وقت کے سیاسی حالات کا علم ہے یا جو قادیانی جماعت کی سازشوں، ریشہ کاریوں اور خطرناک عزائم سے آگاہ ہیں ان کے لئے اس انکشاف میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں اس کی حسب ذیل وجوہات ہیں۔

---

(۱) — بانی پاکستان ہوں یا شہید ملت خان لیاقت علی خان، انہیں قادیانی جماعت کے مذہبی اعتقادات سیاسی نظریات اور خطرناک عزائم کے بارے میں قطعاً معلومات نہ تھیں یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ظفر اللہ جیسے کٹر قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کر دیا۔

بانی پاکستان قیام پاکستان کے تھوڑا عرصہ بعد ہی رحلت کر گئے اس لئے ان پر ظفر اللہ قادیانی اور قادیانی جماعت کی حقیقت منکشف نہ ہو سکی البتہ ان کے بعد قائد ملت نے ظفر اللہ اور اس کی قادیانی جماعت کو پہچان لیا تھا۔ کیونکہ ظفر اللہ وزارت خارجہ جیسے اہم منصب پر فائز تھا جس نے

وزارت خارجہ کے دفتر کو اپنی جماعت کا دفتر اور پاکستان کے تمام سفارت خانوں کو اپنی جماعت کے تبلیغی اڈے بنا دیا تھا۔ انہی وجوہات کی بناء پر قائد ملت، ظفر اللہ قادیانی کو اپنی کابینہ میں کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔

(۲) ــــــ جب ملک میں پہلا الیکشن ہوا تو مسلم لیگ نے تمام سیٹوں پر اپنے امیدوار کھڑے کئے۔ سیالکوٹ جو ظفر اللہ قادیانی کا آبائی ضلع ہے وہاں دو لیگی امیدواروں کے مقابلے میں قادیانی امیدواروں کو لے آیا قیام پاکستان کے بعد ضلع سیالکوٹ کا پہلا ڈپٹی کمشنر مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مسٹر ایم ایم احمد تھا اور اس نے ضلع گورداسپور (جو سیالکوٹ کا ملحقہ ضلع اور قادیان کی وجہ سے وہاں قادیانی کافی تعداد میں آباد تھے) سے قادیانیوں کو دریائے راوی پار کرا کے نہ صرف آباد کیا بلکہ سیالکوٹ کی بہترین زمینیں اور مکانات بھی انہیں الاٹ کیے ظفر اللہ قادیانی یہ سمجھتا تھا کہ مسٹر ایم ایم احمد کی وجہ سے قادیانی امیدواروں کی کامیابی یقینی ہے۔

خان لیاقت علی خان کے پیش نظر یہ مسئلہ بھی تھا کہ ظفر اللہ نے مسلم لیگ کی نمک حرامی کرتے ہوئے مسلم لیگی امیدواروں کے مقابلہ میں اپنے امیدوار کھڑے کیے۔

(۳) ــــــ قائد ملت لیاقت علی خان بانی پاکستان کے بعد ملک کی قد آور شخصیت تھے۔ لیاقت علی خان کا مُکا آج بھی زبان زد خاص و عام ہے جو انہوں نے کشمیر کیلئے بھارتی بنیوں کو دکھایا تھا اور کشمیر ہی وہ خطہ ہے جو ظفر اللہ قادیانی نے تھالی میں رکھ کر بھارت کے حوالے کیا تھا اگر لیاقت علی خان مرحوم زندہ ہوتے تو حصول کشمیر کیلئے یقیناً اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر ڈالتے۔ قادیانیوں اور ظفر اللہ نے عین ممکن ہے لیاقت علی خان کو بھارتی بنیوں کے اشارے پر قتل کرایا ہو۔

(۴) ــــــ لیاقت علی خان اتحاد پاکستان کی علامت تھے جبکہ قادیانی مرزا محمود کے الہام کے مطابق اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں۔ مرزا محمود کے نظریہ تھا کہ اول تو تقسیم ہوگی نہیں اگر ہوئی تو عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ یہ ملک (پاکستان اور ہندوستان) ایک ہو جائیں۔

لیاقت علی خان کی شہادت سے ملک میں انتشار کی راہ ہموار ہوئی۔ بیشمار مسائل کھڑے ہو گئے سیاسی افراتفری نے جنم لیا۔ جس کا نتیجہ مارشل لاء کی صورت میں ظاہر ہوا۔

لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد ۱۹۵۳ء میں ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے زبردست تحریک چلی ظفر اللہ کی پشت پر ایک سپر پاور طاقت تھی۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے ظفر اللہ خان کو وزارت سے ہٹانے کا مطالبہ یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا۔ اس تحریک میں شمع ختم نبوت کے دس ہزار پروانوں نے جام شہادت نوش کیا بالآخر ظفر اللہ کو وزارت سے الگ ہونا پڑا۔

اگر یہ تبدیلی عمل میں نہ آتی تو آج پاکستان قادیانی اسٹیٹ ہوتا کیونکہ لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پیدا ہونے والی سیاسی افراتفری سے مارشل لاء ملک کا مقدر بن چکا تھا جبکہ فوج میں کم و بیش بیس جنرل قادیانی تھے۔ جن میں سے سترہ جنرلوں کو ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران اور بعد میں فوج سے ریٹائرڈ یا الگ کیا گیا۔ اگر وہ اپنی پوسٹوں پر بحال رہتے تو آج ملک کے سیاہ و سپید کے مالک ہوتے۔ قصہ مختصر یہ کہ لیاقت علی خان ظفر اللہ قادیانی سے نالاں تھے اور وہ اس کو وزارت سے ہٹانا چاہتے تھے۔ اسی لیے ظفر اللہ قادیانی نے سول اور فوج میں اہم پوسٹوں پر متعین قادیانیوں کی ملی بھگت سے خان لیاقت علی خان کو قتل کرایا۔ اس وقت کی حکومت نے اس قتل کی تحقیقات کے لیے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے اس قتل کی تحقیقات مکمل کر لی تھیں لیکن وہ فائلیں جس ہوائی جہاز کے ذریعے کراچی بھیجی جا رہی تھیں اس جہاز کو حادثے کا شکار بنا دیا گیا اور یوں وہ تمام فائلیں بھی جہاز کے ساتھ ہی جل کر خاکستر ہو گئیں۔

اب ملک کے تین ممتاز دانشوروں کے بیان کے بعد یہ حقیقت الم نشرح ہو چکی ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے قتل میں نہ صرف ظفر اللہ قادیانی ملوث تھا بلکہ اہم پوسٹوں پر متعین قادیانی خواہ وہ سول میں تھے یا فوج میں وہ سب کے سب اس قبیح جرم میں برابر کے شریک تھے۔

اس انکشاف کے بعد قادیانی یا احمدی نام کی کسی جماعت یا گروہ کا وجود وطن عزیز پاکستان میں قطعاً ناقابل برداشت ہے اور ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قادیانیوں پر لیاقت علی خان کے قتل کا کیس چلایا جائے۔ اور اس ملک دشمن اور اسلام دشمن گروہ کو فوری طور پر خلاف قانون قرار دیا جائے۔

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد

برکات نبوت کا ظہور

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ

ولادت باسعادت کے بعد تین چار روز تک آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر آپ کے چچا ابولہب کی آزاد کردہ کنیز ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

آپ کے چچا ابولہب کو جب ثوبیہ نے آپ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسی خوشی میں اسی وقت ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ اور ثوبیہ ہی نے آپ سے پیشتر آپ کے سگے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ اسی لیے حمزہ آپ کے رضاعی بھائی ہیں اور آپ کے بعد ثوبیہ نے ابوسلمہ کو دودھ پلایا (زرقانی ص ۱۳۷ جلد ۱)

صحیح بخاری میں ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی درہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں آپ نے بطور تعجب فرمایا کہ ام سلمہ کی بیٹی سے؟ جو میری تربیت میں ہے اگر درہ میری ربیبہ نہ ہوتی تب بھی میرے لیے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے، اس لیے کہ مجھ کو اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ (بخاری شریف کتاب النکاح ص ۷۶۵ جلد ۲ و ص ۷۶۴ جلد ۲ -)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح فرمالیں تو کیسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ (بخاری شریف ص ۷۶۳ ج ۲)

ثوبیہ کے اسلام میں علماء کا اختلاف ہے۔ حافظ ابومندہ نے ثوبیہ کو صحابیات میں ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری ص ۱۲۳ ج ۹۔ کتاب النکاح)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ثوبیہ کا بہت اکرام فرماتے تھے۔ حضرت خدیجہ سے نکاح ہو جانے کے بعد ثوبیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ ہجرت کے بعد بھی مدینہ منورہ سے آپ ثوبیہ کے لیے کچھ بھیجتے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ نے ثوبیہ اور ان کے بیٹے مسروح کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے اقارب میں سے کوئی زندہ ہے تاکہ اس کے ساتھ کچھ سلوک اور احسان فرمائیں۔ معلوم ہوا کہ اس کے خویش و اقارب میں سے بھی کوئی زندہ نہیں۔

(روض الانف ص ۱۰۸ جلد ۱ و فتح الباری ص ۱۲۳ جلد ۹)

مرنے کے بعد ابولہب کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ نہایت بری حالت میں ہے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی۔ مگر صرف اتنی کہ ثوبیہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے سر انگشت کی مقدار پانی پلا دیا جاتا ہے (بخاری شریف) یعنی جس انگشت کے اشارے سے آزاد کیا تھا اسی قدر مجھ کو پانی مل جاتا ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عباس نے ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ بہت ہی بری حالت میں ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے تمہارے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی مگر یہ کہ ہر دو شنبہ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

(فتح الباری ص ۱۲۳ جلد ۹)

ثوبیہ کے بعد حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ شرفاء اپنے شیر خوار بچوں کو ابتداء ہی سے دیہات میں بھیج دیتے تھے۔ تاکہ دیہات کی صاف و شفاف آب و ہوا میں ان کا نشوونما ہو۔ زبان ان کی فصیح ہو۔ اور عرب کا اصلی تمدن اور عربی خصوصیات ان سے علیحدہ نہ ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

تمعددوا وتمعززوا — معد بن عدنان کی ہیئت
واخشوشنوا — کو اختیار کرو۔ یعنی عجم کا

لباس اور ان کی ہیئت نہ اختیار کرو اور شدائد پر صبر کرو اور موٹا جھوٹا پہنو تنعم میں مت پڑو۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی زبان نہایت فصیح ہے آپ نے فرمایا اول تو میں قریش میں سے ہوں اور پھر بنی سعد میں میں نے دودھ پیا ہے۔ (روض الانف ص ۱۰۹ جلد ۱)

اسی دستور کے مطابق ہر سال بنی سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ آیا کرتی تھیں۔ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں اور بنی سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کی تلاش میں مکہ آئے میرے ساتھ میرا شوہر اور ایک میرا شیر خوار بچہ تھا۔ سواری کے لیے ایک لاغر اور دبلی خرگوش اور ایک اونٹنی جس کا یہ حال تھا کہ ایک قطرہ دودھ کا اس سے نہ نکلتا تھا ہم بھوک کی وجہ سے رات بھر نہ سوتے بچہ کا یہ حال کہ تمام شب بھوک کی وجہ سے روتا ہوا اور بلبلاتا میرے پستانوں میں اتنا دودھ نہ تھا کہ جس سے بچہ سیر ہو سکے کوئی عورت ایسی نہ رہی کہ جس پہ آپ پیش نہ کئے گئے ہوں مگر جب یہ معلوم ہوتا کہ آپ یتیم ہیں تو فوراً انکار کر دیتی کہ جس کے باپ ہی نہیں اس سے حق الخدمت ملنے کی کیا توقع کی جائے۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ یتیم نہیں ہے بلکہ در یتیم ہے اور یہ وہ مبارک مولود ہے کہ جس کے ہاتھوں میں قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں رکھی جانے والی ہیں دنیا میں اگرچہ اس کا کوئی والی اور مربی اور حق الخدمت دینے والا نہیں مگر وہ رب العالمین جس کے ہاتھ میں تمام زمین اور آسمان کے بے شمار خزانے ہیں وہ اس یتیم کا والی اور متولی ہے اور اس کی پرورش اور تربیت کرنے والوں کو وہم و گمان سے زائد حق الخدمت دینے والا ہے۔

سب عورتوں نے شیر خوار بچے لے لیے صرف حلیمہ خالی رہ گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا تو حلیمہ کو خالی ہاتھ جانا شاق معلوم ہوا۔ یکایک غیب سے حلیمہ کے دل میں اس یتیم کے لینے کا نہایت قوی داعیہ اور شدید تقاضہ پیدا ہو گیا۔ حلیمہ نے اپنے شوہر سے جا کر کہا۔

واللہ لاذھبن الی ذلک الیتیم فلاخذنہ قال لا علیک عسی اللہ ان یجعل لنا فیہ برکۃ	خدا کی قسم میں ضرور اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور ضرور اس کو لے کر آؤں گی شوہر نے کہا اگر تو ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں امید ہے کہ حق تعالیٰ اس کو ہمارے لیے خیر و برکت کا سبب بنائے۔

برکت لغت میں خیر الٰہی کا نام ہے یعنی اس خیر اور اس بھلائی کا نام ہے کہ جو براہ راست اللہ کی طرف سے نازل ہو اور اسباب ظاہری کو اس میں دخل نہ ہو (کذا فی المفردات لا مام الراغب)

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں۔ انا عند ظن عبدی بی۔ بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرتا ہے میں اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔

حلیمہ کا برکت کی امید پر آپ کو لے آئیں۔ اللہ نے اسی امید کے مطابق ان پر برکتوں کا دروازہ کھول دیا بنی سعد کی اور عورتوں نے مخلوق سے طمع باندھی اور حلیمہ نے خالق سے امید باندھی۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ اس مولود مسعود کا گود میں لینا تھا کہ پستان بالکل خشک تھے وہ دودھ سے بھر آئے اتنا دودھ ہوا کہ آپ بھی سیراب ہو گئے اور آپ کا رضاعی بھائی بھی سیر ہو گیا۔ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے لیے اٹھے تو دیکھتے کیا ہیں کہ تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں میں نے اور میرے شوہر نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ رات نہایت آرام سے گزری صبح ہوئی تو شوہر نے حلیمہ سے کہا:۔

تعلمی واللہ یا حلیمۃ لقد اخذت نسمۃ مبارکۃ	اے حلیمہ خوب سمجھ لے کہ خدا کی قسم تو نے بہت ہی مبارک بچہ لیا ہے۔

* * *

اس پر حلیمہ نے یہ کہا۔

واللہ انی لارجو ذالک	خدا کی قسم میں یقین سے کہتی ہوں کہ البتہ میں اللہ سے یہی امید رکھتی ہوں۔

اب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور سب سوار ہو کر چل پڑے حلیمہ بھی اس مولود مسعود کو لے کر سوار ہوئیں حلیمہ کی وہ دبلی پتلی سواری جس کو پہلے چابک مار مار کر ہنکایا جاتا تھا اب وہ برق رفتار ہے اور کسی طرح تھامے تھمتی نہیں اس وقت تو وہ ایک ہی کام کرتی بنی ہوئی ہے ساتھ والی عورتوں نے پوچھا۔ اے حلیمہ یہ وہی سواری ہے، عورتوں نے کہا کہ اس وقت تو اس کی شان ہی جدا ہے۔ اسی طرح ہم بنی سعد میں پہنچے اس وقت بنی سعد کی سرزمین سے زیادہ کسی جگہ قحط نہ تھا میری بکریاں جب شام کو چراگاہ سے واپس آتیں تو دودھ سے بھری ہوئی ہوتیں اور دوسروں کی بکریاں بالکل بھوکی آتیں تھنوں میں ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا یہ دیکھ کر لوگوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم بھی اسی جگہ چرایا کرو جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر پھر بھی یہی ہوا کہ شام کو حلیمہ کی بکریاں پیٹ بھری ہوئیں دودھ سے لبریز آتیں اور دوسری بکریاں بھوکی واپس آتیں تھنوں میں دودھ ایک قطرہ نہ ہوتا حلیمہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اسی طرح خیر و برکت دکھلاتا رہا۔ اور ہم اللہ کی طرف سے ہمیشہ اسی طرح خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے۔ اسی طرح جب دو سال پورے ہو گئے تو میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ (سیرت ابن ہشام ص ۵۵ و عیون الاثر ص ۳۳)

جب دو سال پورے ہو گئے تو حلیمہ آپ کو لے کر مکہ آئیں تاکہ حضرت آمنہ کی امانت ان کے حوالے کریں مگر آپ کے وجود با جود کی وجہ سے خداوند ذوالجلال کی جو برکتیں مبذول تھیں اس وجہ سے حلیمہ نے حضرت آمنہ سے درخواست کی کہ اس در یتیم کو اور چند روز میرے پاس چھوڑ دیں ان دنوں مکہ میں وبا بھی تھی ادھر حلیمہ کا غیر معمولی اصرار اس لیے حضرت آمنہ نے حلیمہ کی درخواست منظور کی اور آپ کو اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت دی حلیمہ آپ کو لے کر بنی سعد واپس آگئیں چند ماہ گزرنے کے بعد آپ بھی اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے لگے۔

شق صدر

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ بکریاں چرانے جنگل گئے ہوئے تھے کہ یکایک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا کہ دو سفید پوش آدمی آئے ہیں اور ہمارے قریشی بھائی کو زمین پر لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کیا اب اس کو سی رہے ہیں یہ واقعہ سنتے ہی حلیمہ اور ان کے شوہر کے ہوش اڑ گئے افتاں و خیزاں دوڑے دیکھا کہ آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں اور چہرۂ انور کا رنگ فق ہے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے فوراً آپ کو سینہ سے چمٹا لیا اور پھر آپ کے رضاعی باپ نے آپ کو سینہ سے لگا لیا۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ تھا۔؟ آپ نے بیان فرمایا۔ حلیمہ آپ کو لے کر گھر واپس گئیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بعثت مبارکہ کے تین مقاصد

تلاوت آیات | تعلیم کتاب | تزکیہ

ربنا وابعث فیھم رسول منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

اے ہمارے رب اور بھیج بیچ انکے پیغمبر ان ہی میں سے پڑھے اوپر انکے آیتیں تیری اور سکھلاوے انکو کتاب اور حکمت اور پاک کرے انکو تحقیق تو ہی غالب حکمت والا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آئندہ نسل کی فلاح دنیا وآخرت کے واسطے حق تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ میری اولاد میں ایک رسول بھیج دیجئے جو ان کو آپ کی آیات تلاوت کرکے سنائے اور قرآن و سنت کی تعلیم دے، اور ان کو ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک کرے، اس میں حضرت خلیل اللہ نے اس رسول کے لیے اپنی اولاد میں ہونے کی اس لیے دعا فرمائی کہ اول تو یہ اپنی اولاد کے لیے سعادت و شرف ہے، دوسرے ان لوگوں کے لیے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ رسول جب انہی کی قوم اور برادری کے اندر ہوگا، تو اس کے چال چلن سیرت و حالات سے یہ لوگ بخوبی واقف ہوں گے کسی دھوکہ فریب میں مبتلا نہ ہوں گے، حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا کا جواب حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ملا کہ آپ علیہ السلام کی دعا قبول کرلی گئی اور یہ رسول آخری زمانہ میں بھیجے جائیں گے۔ (ابن جریر وابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خصوصیات

مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت تھا جبکہ آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا خمیر ابھی تیار ہو رہا تھا، اور میں آپ لوگوں کو اپنے معاملہ کی ابتداء بتلاتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کے خواب کا مظہر ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے مراد ان کا یہ قول ہے مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد، اور والدہ ماجدہ نے حالتِ حمل میں یہ خواب دیکھا تھا کہ میرے بطن سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محلات جگمگا اٹھے، پھر قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تذکرہ کرتے ہوئے دو جگہ سورہ آل عمران آیت ۱۶۴ اور سورہ جمعہ میں انہی الفاظ کا اعادہ کیا گیا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں یہاں مذکور ہیں، جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کی دعا فرمائی تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، آیت کے الفاظ کی تشریح اور اس کا مفہوم واضح ہوجانے کے بعد اس پر غور کیجئے۔

بعثت رسول کے تین مقاصد

سورۃ بقرہ کی اس آیت میں اور سورۃ آل عمران اور سورۃ جمعہ کی آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کے الفاظ میں آیا ہے، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدۂ نبوت و رسالت کے فرائض منصبی تین بیان کیے گئے ہیں، ایک تلاوتِ آیات، دوسرے تعلیم کتاب و حکمت، تیسرے لوگوں کا تزکیۂ اخلاق وغیرہ،

پہلا مقصد تلاوت آیات

یہاں پہلی بات قابل غور ہے کہ تلاوت کا تعلق الفاظ سے ہے اور تعلیم کا معانی سے، یہاں تلاوت و تعلیم کو الگ الگ بیان کرنے سے یہ حاصل ہوا کہ قرآن کریم میں جس طرح معانی مقصود ہیں، اس کے الفاظ بھی مستقل مقصود ہیں ان کی تلاوت و حفاظت فرض اور اہم عبادت ہے، یہاں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ شاگرد اور مخاطب

خاص وہ حضرات تھے جو عربی زبان کے نہ صرف جاننے والے تھے بلکہ اس کے فصیح و بلیغ خطیب اور شاعر بھی تھے، ان کے سامنے قرآن عربی کا پڑھ دینا بھی بظاہر ان کی تعلیم کے لیے کافی تھا ان کو الگ سے ترجمہ و تفسیر کی ضرورت نہ تھی، تو پھر تلاوت آیات کو ایک علیحدہ مقصد اور تعلیم کتاب کو جداگانہ دوسرا مقصد رسالت قرار دینے کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ عمل کے اعتبار سے یہ دونوں مقصد ایک ہی ہو جاتے ہیں، اس میں غور کیا جائے تو دو اہم نتیجے آپ کے سامنے آئیں گے،

اول یہ کہ قرآن کریم دوسری کتابوں کی طرح ایک کتاب نہیں جس میں صرف معانی مقصود ہوتے ہیں الفاظ ایک ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں اگر معمولی تغیر و تبدل بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا، ان کے الفاظ بغیر معنی سمجھے ہوئے پڑھتے رہنا بالکل لغو اور فضول ہے، بلکہ قرآن کریم کے جس طرح معانی مقصود ہیں اسی طرح الفاظ بھی مقصود ہیں، اور الفاظ قرآن کے ساتھ خاص خاص احکام شرعیہ بھی متعلق ہیں، یہی وجہ ہے کہ اصول فقہ میں قرآن کریم کی یہ تعریف کی گئی ہے **هو النظم والمعنى جميعا** یعنی قرآن نام ہے الفاظ اور معانی دونوں کا جس سے معلوم ہوا کہ اگر معانی قرآن کو الفاظ قرآن کے علاوہ دوسرے الفاظ یا دوسری زبان میں لکھا جائے تو وہ قرآن کہلانے کا مستحق نہیں، اگرچہ مضامین بالکل اور درست ہی ہوں، ان مضامین قرآنیہ کو بدلے ہوئے الفاظ میں اگر کوئی شخص نماز میں پڑھ لے، تو نماز ادا نہ ہوگی، اسی طرح وہ تمام احکام جو قرآن سے متعلق ہیں اس پر عائد نہیں ہوں گے، قرآن کی تلاوت کا جو ثواب احادیث صحیحہ میں وارد ہے۔ وہ بدلی ہوئی زبان یا بدلے ہوئے الفاظ پر مرتب نہیں ہوگا، اور اسی لیے فقہائے امت نے قرآن کریم کا صرف ترجمہ بلا متن قرآن کے لکھنے اور چھاپنے کو ممنوع فرمایا ہے جس کو عرف میں اردو کا قرآن یا انگریزی کا قرآن کہہ دیا جاتا ہے، کیونکہ درحقیقت جو قرآن اردو یا انگریزی میں نقل کیا گیا وہ قرآن کہلانے کا مستحق نہیں،

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تعلیم کتاب سے علیحدہ تلاوت آیات کو جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن کریم میں جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں، اسی طرح اس کے الفاظ بھی مقصود ہیں، کیونکہ تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے، معانی کی نہیں، اسی لیے جس طرح رسول کے فرائض میں معانی کی تعلیم داخل ہے، اسی طرح الفاظ کی تلاوت اور حفاظت بھی ایک مستقل فرض ہے، اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کے بتائے ہوئے نظام زندگی پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات کو سمجھنا اور سمجھانا ہے، محض اس کے الفاظ رٹ لینے پر قناعت کر کے بیٹھ جانا قرآن کریم کی حقیقت سے بے خبری اور اس کی بے قدری ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ اگر بے سمجھے بھی پڑھے جائیں تو بیکار نہیں، بلکہ موجب ثواب عظیم ہیں

لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ جب تک قرآن کریم کے الفاظ کے ...... معانی نہ سمجھے طوطے کی طرح اس کے الفاظ پڑھنا فضول ہے، یہ میں اس لیے واضح کر رہا ہوں کہ آج کل بہت سے حضرات قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر قیاس کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک کسی کتاب کے معنی نہ سمجھیں تو اس کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا وقت ضائع کرنا ہے، مگر قرآن کریم میں ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے، کیونکہ قرآن اور معنی دونوں کا نام ہے، جس طرح ان کے معانی کا سمجھنا اور اس کے دیے ہوئے احکام پر عمل کرنا فرض اور اعلیٰ عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی ایک مستقل عبادت اور ثواب عظیم ہے،

دوسرا مقصد تعلیم کتاب

یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ جو معانی قرآن کو سب سے زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے .... انھوں نے محض معنی سمجھ لینے اور عمل کر لینے کو کافی نہ سمجھا، سمجھنے اور عمل کرنے کیلئے تو ایک مرتبہ پڑھ لینا کافی ہوتا، انھوں نے ساری عمر تلاوت قرآن کو حرز جان بنائے رکھا، بعض صحابہ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے، بعض دو دن میں اور اکثر حضرات تین دن ختم قرآن کے عادی تھے، اور ہر ہفتہ میں قرآن مجید ختم کرنے کا تو پوری امت کا معمول رہا ہے، قرآن کریم کی سات منزلیں اسی ہفتہ واری معمول کی علامت ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا یہ عمل بتلا رہا ہے کہ جس طرح قرآن کے معانی کا سمجھنا اور عمل کرنا اصلی عبادت ہے اسی طرح اس کے الفاظ کی تلاوت بھی بجائے خود ایک اعلیٰ عبادت اور موجب انوار و برکات اور سرمایہ سعادت و نجات ہے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات کو ایک مستقل حیثیت دی گئی، مقصد یہ ہے کہ جو مسلمان فی الحال معانی قرآن کو نہیں سمجھتے وہ اس بدنصیبی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ الفاظ کو فضول سمجھ کر اس سے بھی محروم ہو جائیں، کوشش کرتے رہنا ضروری ہے کہ وہ قرآن کے معانی کو سمجھیں تاکہ قرآن کے حقیقی انوار و برکات کا مشاہدہ کریں، اور نزول قرآن کا اصلی مقصد پورا ہو، قرآن کو معاذ اللہ جنتر منتر کی طرح صرف جھاڑ پھونک میں استعمال کی چیز نہ بنائیں، اور بقول اقبال مرحوم سورۃ یٰس کو صرف اس کام کے لیے نہ سمجھیں کہ اس کے پڑھنے سے مرنے والے کی جان سہولت سے نکل جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت میں فرائض رسول بیان کرتے ہوئے تلاوت آیات کو مستقل فرض کی حیثیت دے کر اس پر تنبیہ کر دی گئی ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت اور ان کی حفاظت اور ان کو ٹھیک

اس لب ولہجہ میں پڑھنا جس پر وہ نازل ہوئے ہیں، ایک مستقل فرض ہے، اسی طرح تلاوت آیات کے فرض کے ساتھ تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دینے سے ایک دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن فہمی کے لیے صرف عربی زبان کا جان لینا کافی نہیں بلکہ تعلیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضرورت ہے جیسے کہ تمام علوم و فنون میں یہ بات مشاہد ہے کہ کسی فن کی کتاب کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے محض اس کتاب کی زبان جاننا بلکہ ماہر ہونا بھی کافی نہیں، جب کہ اس فن کو کسی ماہر استاذ سے حاصل نہ کیا جائے، مثلاً آج کل ڈاکٹری، ہومیو پیتھک، ایلو پیتھک کی کتابیں عموماً انگریزی زبان میں ہیں، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ محض انگریزی زبان میں مہارت پیدا کر لینے اور ڈاکٹری کی کتابوں کا مطالعہ کر لینے سے کوئی شخص ڈاکٹر نہیں بن سکتا، انجینئرنگ کی کتابیں پڑھنے سے کوئی انجینئر نہیں بن سکتا، بڑے فنون تو اپنی جگہ پر ہیں، معمولی روزمرہ کے کام محض کتب کے مطالعہ سے بغیر استاذ سے سیکھے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتے، آج تو ہر صنعت و حرفت پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہوئی ہیں، فوٹو دیکھ کر کام سکھانے کے طریقے بتائے ہیں، لیکن ان کتابوں کو دیکھ کر نہ کوئی درزی بنتا ہے نہ باورچی یا لوہار، اگر محض زبان جان لینا کسی فن کے حاصل کرنے اور اس کی کتاب سمجھنے کے لیے کافی ہوتا تو دنیا کے سب فنون اس شخص کو حاصل ہو جاتے جو ان کتابوں کی زبان جانتا ہے، اب ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ معمولی فنون اور ان کے سمجھنے کے لیے جب محض زبان دانی کافی نہیں، تعلیم استاد کی ضرورت ہے تو مضامین قرآن جو علوم الٰہیہ سے لے کر طبعیات و فلسفہ تک تمام گہرے دقیق علوم پر مشتمل ہے وہ محض عربی زبان جان لینے سے کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، اگر یہی ہوتا تو جو شخص عربی زبان سیکھ لے وہ معارف قرآن کا ماہر کہا جائے تو آج بھی ہزاروں یہودی اور نصرانی عرب ممالک میں عربی زبان کے بڑے ماہر ادیب ہیں۔ وہ سب سے بڑے مفسر قرآن مانے جاتے اور عہد رسالت ﷺ میں ابوجہل، ابولہب قرآن کے ماہر سمجھے جاتے۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کریم نے ایک طرف تو رسول کے فرائض میں تلاوت آیات کو ایک مستقل فرض قرار دیا، دوسری طرف تعلیم کتاب کو جداگانہ فرض قرار دے کر بتلا دیا کہ محض تلاوت آیات کا سن لینا فہم قرآن کے لیے عربی زبان جاننے والوں کے واسطے بھی کافی نہیں، بلکہ تعلیم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ قرآنی تعلیم کا صحیح علم حاصل ہو سکتا ہے، قرآن کو تعلیمات رسول سے جدا کر کے خود سمجھنے کی فکر خود فریبی کے سوا کچھ نہیں، اگر مضامین قرآنی کو بتلانے سکھانے کی ضرورت نہ ہوتی تو رسول کو بھیجنے ہی کی کوئی حاجت نہ تھی، اللہ کی کتاب کسی دوسری طرح بھی انسانوں تک پہونچائی جا سکتی تھی، مگر اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہیں وہ جانتے ہیں کہ مضامین قرآنی کی تعلیم و تفہیم کے لیے دنیا کے دوسرے علوم و فنون سے بھی زیادہ تعلیم استاد کی ضرورت ہے اور یہاں پر عام استاد کافی نہیں، بلکہ ان مضامین کا استاد وہی ہو سکتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے بذریعہ وحی شرف ہمکلامی حاصل ہو، جس کو اسلام کی اصطلاح میں نبی و رسول کہا جاتا ہے، اس لیے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ قرار دیا کہ وہ قرآن کریم کے معانی و احکام کی شرح کر کے بیان فرمائیں ارشاد ہے لتبین للناس ما نزل الیھم "یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے اللہ کی نازل کردہ آیات کے مطالب بیان فرمائیں" تعلیم کتاب کے ساتھ آپ ﷺ کے فرائض میں دوسری چیز تعلیم حکمت بھی رکھی گئی ہے، اور میں نے اوپر بتلایا ہے کہ حکمت کے عربی زبان کے اعتبار سے اگرچہ کئی معنی ہو سکتے ہیں، لیکن اس آیت میں اور اس کے ہم معنی دوسری آیات میں صحابہ و تابعین نے حکمت کی تفسیر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے جس سے واضح ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جس طرح معانی قرآن کا سمجھانا بتلانا فرض ہے اسی طرح پیغمبرانہ تربیت کے اصول و آداب جن کا نام سنت ہے، ان کی تعلیم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں داخل ہے اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انما بعثت معلما "میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں" اور یہ ظاہر ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد وجود معلم ہونا ہے تو آپ ﷺ کی امت کا مقصد وجود متعلم اور طالب علم ہونا لازم ہو گیا، اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک طالب علم ہونا چاہیے جس کو تعلیماتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن ہو، اگر علوم قرآن و سنت کی مکمل تحصیل اور اس میں مہارت کے لیے ہمت و فرصت نہیں ہے تو کم از کم بقدر ضرورت علم حاصل کرنے کی فکر چاہیے۔

تیسرا مقصد تزکیہ

تیسرا فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تزکیہ ہے، جس کے معنی ہیں، ظاہری و باطنی نجاسات سے پاک کرنا، ظاہری نجاسات سے تو عام مسلمان واقف ہیں، باطنی نجاسات کفر اور شرک، غیر اللہ پر اعتماد کلی اور اعتقاد فاسد، نیز تکبر و حسد، بغض، حب دنیا وغیرہ ہیں، اگرچہ علمی طور پر قرآن و سنت کی تعلیم میں ان سب چیزوں کا بیان آگیا ہے، لیکن تزکیہ کو آپ کا جداگانہ فرض قرار دے کر اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا، کہ جس طرح محض الفاظ کے سمجھنے سے کوئی فن حاصل نہیں ہوتا اسی طرح نظری و علمی طور پر فن حاصل ہو جانے سے اس کا استعمال اور کمال حاصل نہیں ہوتا جب تک کسی مربی کے زیر نظر اس کی مشق کر کے عادت نہ ڈالے، سلوک و تصوف میں کسی شیخ کامل کی تربیت کا یہی مقام ہے کہ قرآن و سنت میں جن احکام کو علمی طور پر بتلایا گیا ہے۔ ان کی عملی طور پر عادت ڈالی جائے۔ (معارف القرآن)

□□ ——

غلاف کعبۃ اللہ

تحریر: افتخار الدین بابر

غلاف کعبہ کی ابتدا کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔ کچھ کے مطابق جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کی تو انہوں نے اس پر کوئی غلاف نہیں چڑھایا تھا۔ جبکہ کئی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ خانہ کعبہ پر سب سے پہلے غلاف حضرت اسماعیل نے چڑھایا۔ لیکن اس رائے کی تصدیق ممکن نہیں۔ کئی دوسری کتابوں میں نبی اکرم کے اسلاف میں سے عدنان نامی ایک شخص کا نام درج ہے۔ جس نے تاریخ کعبہ میں اس نئے باب کا اضافہ کیا۔ لیکن اس بات کی تصدیق بھی پورے وثوق سے نہیں کی جا سکتی۔ تاریخ کے مصدقہ بیانات کے مطابق اس کار خیر کو انجام دینے والے پہلے فرد کا نام بادشاہ حمیر تھا۔ جس کا پورا نام تبع ابوکرب تھا۔ اور اس نے ہجرت نبوی سے ۲۲۰ سال پہلے یثرب پر چڑھائی کی تھی۔

سیرۃ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تبع اور اس کی رعایا بت پرست تھی۔ وہ مکہ المکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ عسفان اور امج کے درمیان پہنچے تو ہذیل نامی وادی کے لوگ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے بادشاہ ہم تجھے ایسے خزانے کا پتہ بتاتے ہیں۔ جو سونے چاندی اور جواہرات پر مشتمل ہے۔ اور آج تک سارے بادشاہ و امیر اس سے غافل رہے۔ ان کا اشارہ خانہ کعبہ کی طرف تھا۔ کافی سوچ بچار اور اپنے حواریوں سے صلاح مشورہ کے بعد ملک حمیر مکہ المکرمہ روانہ ہو گیا۔ اس نے وہاں کے رواج کے مطابق طواف کیا اور سر منڈا کر قربانی دی۔ اپنے چھ روزہ قیام کے دوران اس نے خواب دیکھا کہ وہ بیت اللہ پر غلاف چڑھا رہا ہے۔ بیداری پر اس نے غلاف کی تیاری کا حکم دیا اور خانہ کعبہ کو اس غلاف سے مزین کیا۔ اس طرح یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ ملک حمیر کے بعد اس کے پیشواؤں نے بھی اسے جاری رکھا۔ یہ غلاف باریک کپڑے سے بنتا تھا۔ جسے مصر کے قبیلہ قبطیہ کے لوگ تیار کرتے تھے اسی نسبت سے انہیں قباطی کہتے تھے۔

آنے والے زمانہ میں ایسا بھی ہوا کہ بیت اللہ پر کئی کئی غلاف چڑھائے جاتے۔ کعبہ کے متولی پرانے غلافوں کو اتار کر دور دراز سے آنے والے زائرین میں تقسیم کر دیتے اور وہ لوگ عقیدت و احترام کے ساتھ اس انمول تحفہ کو قبول کرتے۔

غلاف کعبہ۔ اسلامی دور میں

یہ کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا ہو۔ یا اس سلسلہ میں کسی کی مدد کی ہو۔ اس کی بنیادی وجہ کفار مکہ کا خانہ کعبہ پر مکمل قبضہ تھا۔ انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں کو یہ موقع نہ دیا کہ وہ اس سعادت بابرکت سے فیضیاب ہو سکیں۔ فتح مکہ کے بعد ایک دفعہ کچھ لوگ زیارت کعبہ کو آئے ان کے پاس بخور رکھی گئی تھی۔ جس سے غلاف کعبہ کو آگ لگ گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے خود غلاف بنایا۔ مکہ کی ایک خاتون کے مطابق جب حضرت عثمانؓ زخمی ہوئے۔ وہ اس وقت چودہ سال کی تھیں۔ انہی ایام میں خانہ کعبہ جانے پر انہوں نے سرخ رنگ کا غلاف دیکھا۔ عبدالرزاق سے روایت ہے کہ ابن جریج نے لوگوں سے سنا کہ حضرت عمرؓ نے بیت اللہ کے غلاف کے لئے قباطی اور جراب کا استعمال کیا۔ دیباج سے پہلی مرتبہ غلاف تیار کرنے والا عبدالملک مروان تھا۔

ازرقی، خالد بن المہاجر سے راوی ہیں۔ کہ نبیؐ نے عاشورہ کے روز لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا "ہذا یوم عاشورہ یوم تنقضی فیہ السنۃ وتستر فیہ الکعبۃ..." ابن جریج کو کسی نے بتایا کہ جب آخری حاجی مکہ سے چلا جاتا تو کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا۔ بنو ہاشم اپنے زمانہ میں خانہ کعبہ پر غلاف اس لئے چڑھایا کرتے تھے کہ لوگوں پر اس کے حسن و

بنو ہاشم کعبہ پر اس لئے غلاف چڑھایا کرتے تھے کہ لوگوں پر اس کے حسن و جمال کا اثر ہو۔

جمال کا اثر ہو۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی اسی روایت کو برقرار رکھا گیا لیکن تاریخ میں حضرت علیؓ کے متعلق کسی نے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد وہ جنگوں میں مصروف رہے۔ عبداللہ بن عمرؓ اور شیبہ ابن عثمانؓ نے مل کر قباطی اور حبرات سے بیت اللہ کا غلاف تیار کر دیا۔

عباسی دور

امیر معاویہؓ نے اپنے دور میں غلاف کعبہ دو بار تبدیل کرنا شروع کیا۔ یوم عاشور کو دیباج سے اور رمضان کی ۲۹ تاریخ کو قباطی سے بنا ہوا غلاف چڑھایا جاتا۔ یزید بن معاویہ ابن زبیر اور عبدالملک بن مروان نے بھی کسوۃ الکعبہ تیار کروایا یہ سب لوگ پہلے غلاف اتارنے کی بجائے اس کے اوپر ہی غلاف ڈالے چلے جاتے۔ اس وزن کی وجہ سے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ خدانخواستہ کعبہ کی عمارت منہدم ہی نہ ہو جائے۔ ۱۶۰ ہجری میں المہدی العباسی حج کرنے گیا تو اس نے حکم دیا کہ کعبہ پر صرف ایک ہی غلاف رکھا جائے۔ اور یہی روایت آج تک چلی آتی ہے خلیفہ مامون نے سال میں تین بار غلاف بدلنا شروع کیا پہلی بار ۲ ذوالحجہ کو سُرخ دیباج کا بنا ہوا۔ اول رجب کو قباطی سے بنایا ہوا۔ اور ۲۹ رمضان کو دیباج سے بنا ہوا غلاف چڑھایا جاتا ناصر عباسی نے شروع میں سبز اور پھر سیاہ غلاف چڑھایا اس کے بعد آج تک یہ سیاہ ہی چلا آتا ہے۔

عباسیوں کے بعد ملک ظاہر بیبرس پہلا مصری حاکم تھا جس نے ۶۵۹ ہجری میں غلاف کعبہ تیار کروایا۔ اس کے پیشواؤں نے بھی اس کار خیر کو جاری رکھا۔ مصری بادشاہوں نے ۷۱۰ ہجری میں باب کعبہ کا منقش پردہ بھی بنایا۔ ۷۵۱ھ سے اس غلاف کی تیاری کا خرچ وقف الملک الصالح اسماعیل بن ملک الناصر قلاؤون کے ذمے تھا۔ یہی ادارہ ہر پانچ سال میں ایک بار حجرہ نبویؐ کے لئے بھی غلاف مہیا کرتا تھا۔ جب ترک ۹۲۳ھ میں مصر کے حاکم بن کر آئے تو انہوں نے مصری حاکموں کو اس کا اختیار دیئے رکھا کہ وہ حجرہ نبویؐ اور بیت اللہ کے لئے غلاف تیار کروائیں۔

غلاف کعبہ کی تیاری کے لئے ملک عبدالعزیز نے خاص فیکٹری قائم کی جسے برابر وسعت دی جا رہی ہے

سعودی دور

سعودی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی الملک عبدالعزیز نے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کی توسیع اور خوبصورتی کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں خانہ کعبہ کے غلاف کی تیاری کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ایک فیکٹری قائم کرنے کا حکم دیا۔ ۱۳۴۶ھ سے لے کر ۱۳۵۷ھ تک اس فیکٹری میں غلاف کعبہ تیار کیا گیا۔ ۱۳۸۲ھ میں الملک الفیصل نے اس فیکٹری کو مکہ المکرمہ کے راستے میں نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اس فیکٹری کا افتتاح اس وقت کے ولی عہد شہزادہ فہد نے کیا۔ ابتداء میں صرف ۱۱۶ افراد نے کام شروع کیا لیکن بعد میں کام کی زیادتی کی وجہ سے ان افراد کی تعداد ۲۰۰ سے بڑھ گئی اس فیکٹری میں جدید ترین مشینری اور آلات نصب ہیں۔ غلاف کعبہ کی تیاری میں اعلیٰ پائے کا میٹریل استعمال ہوتا ہے۔ اس کارخانے میں غلاف کے علاوہ مملکت کی مساجد کے لئے غلاف بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ مختلف آلات کے باوجود غلاف کا کافی زیادہ کام ہاتھوں سے ہوتا ہے اور اس کی تیاری میں نفاست و خوبصورتی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

فیکٹری کے مختلف شعبے قابل ذکر ہیں۔

۱۔ شعبہ رنگائی

اس شعبہ میں سفید ریشمی دھاگے کی صفائی اور رنگائی کا کام ہوتا ہے۔ رنگ کو دھوپ اور بارش کے اثرات سے بچانے کے لئے چند کیمیکل بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

۲۔ شعبہ بنائی

غلاف کا زیادہ کام اسی شعبہ میں ہوتا ہے۔ کاریگر ہاتھ لکڑی کی بنی ہوئی مشینوں پر کپڑا کس کر اپنی مہارت اور تجربہ سے غلاف کو تیار کرتے ہیں۔ ان مشینوں پر مندرجہ ذیل الفاظ تحریر

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان ربی العظیم یا حنان یا منان۔"

یہ شعبہ غلاف کعبہ کی تیاری کے لئے ... متواتر کام کرتا تھا۔ لیکن نئی مشینری اور جدید طریقہ کار کی وجہ سے یہ کام اب ۸ ماہ میں ختم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی بنائی دیرپا ہوتی ہے اور اپنی جاذبیت و نفاست میں کسی بھی طرح مشینی کام سے کم نہیں ہوتی۔

شعبہ مشینری

غلاف کعبہ کے کچھ حصوں کی تیاری مشینوں کے ذریعے مکمل کرتے ہیں۔ کم وقت میں زیادہ کام مشینوں کا خاصہ ہے۔ اس مقصد کے لئے بنائی اور سلائی کی بہت سی مشینیں جرمنی اور بلجیئم سے منگوائی گئی ہیں۔ انہی مشینوں پر غلاف کے علاوہ مساجد کے لئے قالین بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

داخلی غلاف کی تیاری

بیت اللہ کا داخلی غلاف تقریباً نصف صدی پرانا تھا۔ اس لئے اس کی تبدیلی کا فیصلہ کیا گیا۔ اس مقصد کے لئے ایک نیا شعبہ بنایا گیا جس کے ذمے داخلی غلاف کا نیا ڈیزائن اور تیاری شامل تھا۔ صفر ۱۴۰۲ھ میں خانہ کعبہ کو انتہائی خوبصورت اور جدید داخلی غلاف سے مزین کیا گیا۔

غلاف پر طباعت کا طریقہ

اس مقصد کے لئے سیاہ کپڑے کو اس کے سائز کے مطابق مختلف آلات پر کس دیا جاتا ہے اور پھر قرآنی آیات کی طباعت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے کاموں کے لئے علیحدہ مشینیں کام میں لائی جاتی ہیں۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

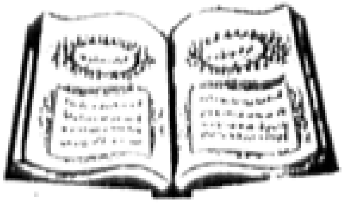

مومنین کے لئے

نعمتِ کبریٰ اور احسانِ عظیم

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح

رسول کریم صلی اللہ علیہ کا وجود باجود پوری انسانیت پر سب سے بڑا احسان ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، **لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرماکر حق تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا ہے۔

اس کے متعلق پہلی بات تو یہ قابل غور ہے۔ کہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں، اور پورے عالم کے لئے فرمانا ایسا ہی ہے جیسے قرآن کریم کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ فرمانا کہ قرآن کا سارے عالم کے لئے ہدایت ہونا دوسری آیات سے ثابت ہے، مگر بعض جگہ اس کو متقین کے ساتھ مخصوص کرکے بیان فرمایا، اس کی وجہ دونوں جگہ مشترک طور پر ایک ہی ہے کہ اگرچہ رسول اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود سارے عالم اور ہر مومن وکافر کے لئے نعمت کبریٰ اور احسان عظیم ہے اسی طرح قرآن کریم سارے عالم انسانیت کے لئے صحیفۂ ہدایت ہے، مگر چونکہ اس نعمت کا نفع صرف مومنین اور متقین نے حاصل کیا اس لئے کسی جگہ اس کو ان کے ساتھ مخصوص کرکے بھی بیان کر دیا گیا،

دوسری بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے پورے عالم کے لئے نعمت کبریٰ اور احسان عظیم ہونے کی تشریح وتوضیح ہے،

یہ بات ایسی ہے کہ اگر آجکل کا انسان روحانیت فراموش اور مادیت کا پرستار نہ ہوتا تو یہ مضمون کسی توضیح وتشریح کا محتاج نہیں تھا، عقل سے کام لینے والا ہر انسان اس احسان عظیم کی حقیقت سے خود واقف ہوتا، مگر ہو یہ رہا ہے کہ آج کا انسان دنیا کے جانوروں میں ہوشیار ترین جانور سے زیادہ کچھ نہیں رہا، اس کو احسان وانعام صرف وہ چیز نظر آتی ہے جو اس کے پیٹ اور نفسانی خواہشات کا سامان مہیا کرے، اس کے وجود کی اصل حقیقت جو اس کی رُوح ہے اس کی خوبی اور خرابی سے وہ بکسر غافل ہوگیا ہے، اس لئے اس تشریح کی ضرورت ہوئی کہ انسان کے پہلے تو یہ بتلایا جائے کہ اس کی حقیقت صرف چند ہڈیوں اور گوشت پوست کا مجموعہ نہیں، بلکہ حقیقت انسان وہ رُوح ہے۔ جو اس کے بدن کے ساتھ متعلق ہے، جب تک یہ رُوح اس کے بدن میں ہے اس وقت تک انسان، انسان ہے، اس کے حقوق انسانیت قائم ہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی ضعیف وکمزور ولیس دم کیوں نہ ہو، کسی کی مجال نہیں کہ اس کی جائداد اور اموال پر قبضہ کر سکے، یا اس کے حقوق سلب کر سکے، لیکن جس وقت یہ روح اس کے بدن سے الگ ہو گئی، تو خواہ وہ کتنا ہی قوی اور پہلوان ہو اور اس کے اعضاء سب اپنی اصلی ہیئت میں ہوں وہ انسان نہیں رہا، اس کا کوئی حق خود اپنی جائداد و اموال میں باقی نہیں رہا۔

انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں اس لئے کہ وہ انسانی رُوح کی صحیح تربیت کرکے انسان کو حقیقی انسان بنائیں، تاکہ اس کے بدن سے جو اعمال وافعال صادر ہوں وہ انسانیت کے لئے مفید ثابت ہوں وہ درندے اور زہریلے جانوروں کی طرح دوسرے انسانوں کو ایذا اور تکلیف دیتا نہ پھرے اور خود اپنے بھی انجام کو سمجھ کر آخرت کی دائمی زندگی کا سامان، مہیا کرے، ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے زمرۂ انبیاء میں امامت وسیادت کا منصب حاصل ہے۔ انسان کو صحیح انسان بنانے میں بھی آپؐ کی شان تمام انبیاء علیہم السلام سے بہت ممتاز ہے، آپ نے اپنی مکی زندگی میں صرف یہی کام افراد سازی کا انجام دیا اور انسانوں کا ایسا معاشرہ تیار کر دیا جس کا مقام فرشتوں کی صفوف سے آگے ہے، اور زمین وآسمان نے اس سے پہلے ایسے انسان نہیں دیکھے، ان میں سے ایک ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ نظر آتا ہے، ان کے بعد کے لئے بھی آپؐ نے جو تعلیمات اور ان کے رواج دینے کے طریقے چھوڑے ہیں اس پر پورا عمل کرنے والے اسی مقام کو پا سکتے ہیں جو صحابہ کرام نے پایا ہے، یہ تعلیمات سارے عالم کیلئے ہیں، اس لئے آپ کا وجود باوجود پورے عالم انسان کیلئے احسان عظیم ہے، مگر اس سے پورا نفع مومنین ہی نے اٹھایا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ
کی حکومت اور رعایا کی خبر گیری

مولانا سید شریف حسین ترمذی

پہلی صدی ہجری کے اوائل کا واقعہ ہے ایک مرتبہ خلیفۂ دوم امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ اور حاکم وقت اپنے علاقہ شام کے سرکاری دورے پر نکلے واپسی میں ایک مقام پر قیام کیا اور حسب عادت عوام یا رعایا کے حالات معلوم کرنے کے لیے تنہا گھومنے لگے گشت کرتے کرتے ایک ضعیف خاتون سے مڈبھیڑ ہو گئی، سیدنا عمرؓ نے اس سے گاؤں کے حالات معلوم کرتے ہوئے پوچھا! اماں! تمہارے ملک کا خلیفہ عمر بن خطاب جو آج کل آپ لوگوں کا حاکم اور امیر بن گیا ہے کیسا آدمی ہے؟

ضعیفہ: میاں بس اچھا آدمی نہیں۔ چین سے مدینہ میں رہتا ہے رعایا کی کچھ خبر نہیں لیتا۔ میں تو اس سے بہت ناراض ہوں۔

عمرؓ: کیوں آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا!

ضعیفہ: میاں کیا بیان کروں اسے اتنے دن خلافت کرتے ہوئے ہو گئے میں ایک ضعیف اور محتاج عورت ہوں لیکن اس کی طرف سے مجھے ایک پیسے کی بھی امداد نہیں ملی۔

عمرؓ: اماں! آپ نے کبھی اس کے پاس امداد کے لئے کوئی درخواست پیش کی۔ کبھی اپنے حال اور اپنی ضرورت سے آگاہ کیا!

ضعیفہ: نہیں میاں! میں نے تو نہ کبھی درخواست دی۔ نہ اس سے ملی نہ اس کے پاس کبھی گئی۔

عمرؓ: اماں! ذرا سوچئے تو سہی وہ تمہارے ملک علاقہ سے سینکڑوں میل دور رہتا ہے۔ اسے تمہارے حالات اور ضرورت کی کیا خبر، اگر تم نے امداد کے لئے کوئی درخواست کی ہوتی، اپنی احتیاج سے واقف کرایا ہوتا، پھر وہ توجہ نہ کرتا تو ضرور قصوروار ہوتا۔ وہ تمہارے حالات و مشکلات سے واقف ہی نہیں، تمہاری ضروریات کی اس کو خبر ہی نہیں تو اس پر کیا گلہ، حضرت عمرؓ نہایت سادہ معمولی لباس میں اور تن تنہا تھے، ساتھ میں نہ کوئی خادم نہ چپراسی، نہ پولیس نہ فوج نہ باڈی گارڈ، نہ ہی افغا پھر آنے سے قبل نہ تشہیر، اعلان ضعیفہ کیا جانتے کہ یہی وہ عظیم مملکت اسلامیہ کا سربراہ ہے جس کے رعب و دبدبہ سے مشرق و مغرب کے یہودی و عیسائی سلاطین لرزاں ہیں جس کا نام سن کر بڑے بڑے بادشاہ اور رستم وقت کانپ جاتے ہیں، اپنی پریشانی میں جو منہ میں آیا کہتی رہی۔

ضعیفہ: میاں میں کیوں درخواست دوں۔ وہ خلیفہ ہے حاکم وقت ہے، حکومت کی ذمہ داری، رعایا کی دیکھ بھال اور ان کے حال سے باخبر رہنا اس کا کام ہے۔ بے شک مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جتنے علاقے ہیں۔ اس کی حکومت ہے اور جتنی آبادی اس کے قلمرو میں داخل ہے وہاں کے تمام باشندوں کا انتظام اور دیکھ بھال و ضروریات کی تکمیل کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ آخر یہ سب نہیں ہو سکتا تو اپنے مقام سے الگ کیوں نہیں ہو جاتا۔ غرض ضعیفہ افلاس سے تنگ آ چکی تھی۔ جو منہ میں آیا کہہ ڈالا، اذا یئس الانسان طال لسانہ (مایوس آدمی کی زبان دراز ہو جاتی ہے) سیدنا عمرؓ کے دل میں ضعیفہ کی بات تیر بن کر لگی، آنکھوں میں آنسو آ گئے ضعیفہ سچ کہتی ہے۔ امیر یا خلیفہ ذمہ دار ہوتا ہے اسے ہر شہری کی خبر گیری کرنا چاہئے۔ پھر ضعیفہ سے کہا۔

عمرؓ: اماں کیا تم عمر سے اس کا بدلہ لو گی!

ضعیفہ: مجھ سے کیوں مذاق کرتے ہو۔

اتنی دیر میں سیدنا عمرؓ کے دو مشیر سلطنت حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پہنچ گئے اور آتے ہی عرض کیا۔ السلام علیکم یا امیر المومنین۔ امیر المومنین کا نام سن کر ضعیفہ کے ہوش اڑ گئے اپنی بے محابا بلکہ بدتہذیبی کی گفتگو پر کانپنے لگی کہ نجانے کیا حشر ہوتا ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بہت دلاسا دیا اور اس سے معافی مانگی اسی وقت ۲۵ اشرفی اس کو عطا کیں۔ اور بیت المال سے آئندہ وظیفہ مقرر کر کے کہا کہ واقعی میں بہت قصور وار ہوں کہ اب تک تمہارے حالات سے بے خبر رہا۔ جب وہ خوش ہو گئی تو اس سے ایک تحریر لکھوائی کہ۔

میں عمر سے راضی ہوں، دوسری دنیا میں ان کی کوئی شکایت نہیں کروں گی"

اس تحریر پر حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے بطور شہادت دستخط کرا لئے۔ یہ ہے اسلامی حکومت جس میں ہر بڑے چھوٹے حاکم کو ہر وقت اپنی ذمہ داری کا احساس اور آخرت کی فکر رہتی تھی۔ اسے آج کی حکومت سے کیا نسبت، جہاں ہر شخص صرف اپنا آرام چاہتا ہے بلکہ دوسروں کا خون پی کر اپنے عیش میں مست ہے

خوب انصاف تیری انجمن ناز میں ہے
شمع کا رنگ جسے خون ہو پروانے کا!

ابنِ فیروز

قادیانی جماعت ــــــ اِس صدی کا خطرناک کردار

● ــــــ مرزا طاہر بھارت کے لیے جاسوسی کر رہا ہے!

● ــــــ مرزا طاہر کو امریکی سفیر کے ایما پر ملک سے نکالا گیا!

مرزائی جماعت کے آرگن ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ نے اگست کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:

"احمدیہ جماعت کی تقریباً سو سالہ تاریخ اس بات کی مظہر ہے کہ یہ جماعت قربانی کے میدان میں کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہی۔ قربانی مال کی ہو یا جان کی۔ احمدیہ جماعت کے افراد اسے اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتے ہیں اور رضائے خدا کے حصول کا ایک مقدس ذریعہ۔ پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد بھی اس جماعت نے اس مملکت خداداد کے لئے ہر رنگ میں، ہر موقع پر قربانی پیش کی ہے اور اس کے قیام اور استحکام میں اس جماعت کی مساعی سنہری حروف میں لکھی جانے کے قابل ہے۔"

اس صدی کا یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ ویسے تو اس جماعت کا خمیر ہی جھوٹ کی بنیاد پر اٹھا۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو فرو کرنے کے لئے مرزائیت کی صورت میں مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور (سابق ملازم کچہری سیالکوٹ) کو مہرے کے طور پر آگے بڑھایا تاکہ مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں میں جو اتحاد زور پکڑتا جا رہا تھا اس کو توڑنے یا ختم کرنے کے لئے برطانوی سامراج کے پاس اس کے سوا کوئی علاج نہیں تھا کہ وہ نہ صرف اس اتحاد کو پارہ پارہ کرے بلکہ مسلمانوں میں بڑھتے ہوئے جذبۂ جہاد کو ختم نہیں تو کم ہی کر دے۔ برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا ان کے مذموم مقاصد کے لئے استعمال ہوا اور اس نے ان بنیادوں پر کام کیا جسے برطانوی سامراج نے تیار کیا تھا۔ مولوی نورالدین بھیروی جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ احادیث سے ایسی اصطلاح کا اہتمام کرے جو مرزا غلام احمد کی تعلیم واجبی تھی اور وہ یہ کام بغیر کسی "ماہر" کے انجام نہیں دے سکتا تھا۔ بہرحال انگریزوں کے اس مہرے نے جب متنبی ہونے کا دعویٰ کیا تو بالغ نظر علماء کو اسی وقت احساس ہو گیا کہ مرزا غلام احمد نے جو بڑا پاکھنڈ ہے اس کے پیچھے مذموم مقاصد ہیں اور جلد ہی علماء حق کو معلوم ہو گیا کہ برطانوی سامراج مرزا غلام احمد کے ذریعے کیا چاہتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس فتنے کے خلاف آواز بلند کی۔ اس سلسلہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے احادیث کے حوالے سے اس کی بیخ کنی کے لئے مدلل تقاریر کیں اور کئی عالمانہ مقالے کتابی شکل میں شائع کئے اور اس نئے فتنے سے مسلمانوں کو خبردار کیا گیا اور بتایا گیا کہ انگریز مسلمان قوم میں جذبۂ جہاد سے خوف زدہ ہیں اور مسلمانوں کی توجہ بانٹنے کے لئے اس نے یہ فتنہ "زوردار" پیدا کیا۔ مرزا غلام احمد ابتداء میں بھگوان کا اوتار بنا پھر مجدد، مصلح اور پھر ظلی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس طرح خود ساختہ نبوت کے اس دعویدار کے ماننے والے دو فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک (لاہوری گروپ) نے مجدد تسلیم کیا۔ دوسرے نے (ربوائی گروپ) نے بروزی نبی مانا۔ گویا لاہوری گروپ نے اسے بروزی نبوت سے کم درجہ دیا۔ اسی اثناء میں مجلس احرار اسلام نے ان کا تعاقب شروع کیا اور اس فتنہ پردازی سے عوام کو خبردار کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری اور ان کے رفیق کاروں نے مرزائی فتنہ کے خلاف دھواں دھار تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ بعدازاں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا لال حسین اختر نے مجلس ختم نبوت کے سٹیج سے ان کی ریشہ دوانیوں سے عوام کو آگاہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ برصغیر پاک و ہند کے نامور ادیب، ممتاز صحافی اور شعلہ نوا مقرر آغا شورش کاشمیری خطابت و صحافت کے میدان میں اس کی بیخ کنی کے لئے سرگرم عمل رہے۔ آخرکار، ستمبر ۷۴ء کو قومی اسمبلی نے فتنۂ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اور ربوہ کو جو ریاست اندر ریاست کی حیثیت اختیار کر چکا تھا، کھلا شہر قرار دیا۔ فتنۂ مرزائیت کو غیر مسلم قرار دینے کی تفصیل کا آغا صاحب نے اپنی کتاب "ختم نبوت" میں احاطہ کیا ہے۔ غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود فتنۂ مرزائیت نے مسلمانوں کی اصطلاحیں نہ چھوڑیں اور اس سلسلہ میں مجلس ختم نبوت نے اس کا تعاقب جاری رکھا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا تاوقتیکہ صدارتی آرڈیننس کے ذریعے ان اصطلاحوں پر پابندی لگا دی گئی جو مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ بہرصورت مرزائیوں نے ان اصطلاحات کی پابندی پر بڑا شور مچایا کہ یہ ان کی مذہبی آزادی پر ناروا پابندی ہے۔ حالانکہ جب غیر مسلم قرار دیئے جا چکے تو پھر مسلمانوں کی اصطلاحیں استعمال کرنا بھی ان کے لئے ممنوع قرار دیا جانا ازبس ضروری تھا۔ اب جبکہ ان غیر مسلموں کو مسلمانوں کی اصطلاحوں سے روک دیا گیا ہے تو کہتے ہیں کہ:

"مجلس دستور ساز سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا۔ آپ آزاد ہیں، اپنے مندروں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جانے

کے تھے آپ کو پاکستان کی مملکت میں پوری آزادی ہے خواہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات یا عقیدہ سے ہو۔ تو اس سلسلہ میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ ان کے سرپرست سر ظفر اللہ نے ہی قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا اور وہ پاؤں پسارے بیٹھے رہے یہ آزادی ہی تو تھی کہ حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ پڑھنے کو غیر مسلم سے تشبیہ دی پاکستان میں وہ پہلے مرزائی تھے جنہوں نے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر کے خود کو مسلمانوں سے الگ تھلگ کیا۔

قادیانی لندن میں
نوجوانوں کو
تخریب کاری کی
تربیت دے رہے ہیں!

یہ مرزائی ہی تھے جن کے پاپی پن کی وجہ سے ریاست گورداسپور کو عین وقت پر پاکستان سے کاٹ دیا گیا کیا مرزائی اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں ؟ اگر انکاری ہیں تو پھر وہ کان کھول کر سن لیں کہ مرزا طاہر احمد کی تقاریر کی جو کیسٹیں یہاں پہنچ رہی ہیں ان تقریروں کا مفہوم کیا نکلتا ہے پھر عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر انہیں کلمہ کے بیج سینے پر آویزاں کر کے قوت کا مظاہرہ کی جو ہدایت تھی۔ وہ طاقت کا مظاہرہ کس کو دکھانا چاہتے ہیں یہی نہیں ربوہ کے ہی واقفانِ حال کے مطابق مرزا ناصر کے زمانے میں مرزا طاہر مرزائیت کے خلاف اٹھنے والی آواز کو دبانے اور کچلنے کے انچارج تھے اور مرزا طاہر کی غنڈہ گردی کی بھینٹ مرزائیت سے تائب ہونے والے بے شمار افراد چڑھے مرزا طاہر نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اندرون خانہ کے رازداروں کے مطابق مولانا اسلم قریشی کا اغواء بھی مرزا طاہر کے ایماء پر ہوا۔

اگر تفتیش کا محور رخ مرزا طاہر کی طرف پھیر دیا جاتا تو اب تک مولانا اسلم قریشی برآمد ہو چکے ہوتے انہی ذرائع کے مطابق مرزا طاہر کو امریکی سفیر کے دباؤ پر بذریعہ کار کراچی پہنچایا گیا۔ اور اگر امریکی سفیر کا دباؤ نہ ہوتا تو شاید صورتحال مختلف ہوتی۔ ربوہ میں کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ مرزا طاہر عرصہ ۲۰ سال سے بھارت کے لئے جاسوسی میں مبینہ طور پر ملوث پایا گیا اور حکومت کو بھارت کے لئے مبینہ جاسوسی کے سلسلہ میں کچھ شواہد بھی ملے۔ لیکن امریکی سرکار کے دباؤ کے باعث مجبوراً اسے پاکستان سے جانے دیا گیا۔

یہیں وہ "قربانیاں" جو مرزائی پاکستان کے لئے دے رہے ہیں ؟ مرزائیوں کو شرم آنی چاہیئے کہ پاکستان میں وہ "عجمی اسرائیل" کا کردار ادا کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کتنی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ پاکستان بننے سے پہلے اور بعد میں اس جماعت مرزائیہ نے قربانی دی۔ حالانکہ وہ پاکستان کے لئے "عجمی اسرائیل" ثابت ہوئے ہیں۔

اور یاد آیا کہ پچھلے دنوں مرزائیوں نے لندن میں ایک کانفرنس میں پاکستان سے نوجوانوں کو بلایا تھا ان کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی اور کہا جا رہا ہے کہ انہیں حب الوطنی کا درس نہیں دیا جا رہا بلکہ انہیں مرزائی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے گا جیسا کہ سندھ میں مرزائی سرگرمیاں اب کوئی سربستہ راز نہیں ہیں اور انہوں نے سندھ کے حالات سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی یہ الگ بات ہے کہ قسمت نے ان کی یاوری نہیں کی۔ اگر وہ ملت قربانی کا درجہ دیتے ہیں۔ تو پھر ان کی جعلی نبوت کی طرح دی جانے والی قربانی بھی جعلی ہے اور وہ تحریری طور پر ریکارڈ تیار کر رہے ہیں کہ پاکستان کے لئے انہوں نے بھی قربانی دی ہے حالانکہ یہ سراسر لغو بے بنیاد اور من گھڑت ہے کہ پاکستان کے لئے نبوت کے جیب تراشوں نے بھی کوئی خدمت انجام دی۔ کوئی جانی اور مالی قربانی دی ہے یہ

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا۔

مرزائیوں کی حالت اس وقت زخمی سانپ کی ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ زخمی سانپ کو کچل دے کیونکہ ان سے ایران کے بہائیوں کی طرح خیر کی توقع نہیں اور ایرانی حکومت نے بہائیوں کو زخمی حالت میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ انہیں کچل کے رکھ دیا لہٰذا مرزائی ایرانی بہائی اور عجمی اسرائیل ہے اسے زخمی حالت میں چھوڑنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

بشکریہ چٹان لاہور

حضرت عمر فاروقؓ کی دیانت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اونٹ خریدا اسے بیت المال کی چراگاہ میں رکھا جب وہ خوب موٹا ہو گیا تو بازار لے گیا حضرت عمرؓ بازار آئے موٹا اونٹ دیکھ کر پوچھا یہ کس کا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ اونٹ عبداللہ بن عمرؓ کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے آواز دے کر بلایا۔ میں دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچا، پوچھا امیر المؤمنین کیا بات ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ اونٹ تم نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا دُبلا اونٹ خریدا اور اسے زکوٰۃ کی چراگاہ میں بھیج دیا جیسے تمام لوگ اپنے اونٹ کو زکوٰۃ کی چراگاہ میں چراتے ہیں میں نے بھی چرایا۔ جب یہ موٹا تازہ ہو گیا تو بیچنے آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے اپنے اونٹ کو بیت المال کی چراگاہ میں کیوں چرایا۔ لوگ اپنے جانوروں کو ہٹاتے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ امیر المؤمنین کے بیٹے کا اونٹ چر رہا ہے۔ اپنے جانوروں کو نہ جانے دو تمہارے اونٹ کو لوگوں نے پانی بھی پلایا ہو گا کہ یہ امیر المؤمنین کے بیٹے کا اونٹ ہے۔ تم اس کی اصل قیمت لے لینا اور منافع بیت المال میں داخل کر دینا۔

برطانوی دور کی شخصی یادگار

سر ظفر اللہ

بچوہدری رستم علی

ننگِ وطن کردار کی جھلکیاں

سر ظفر اللہ کی وفات سے قادیانیت کی تاریخ کا ایک باب ختم ہو گیا۔ سر ظفر اللہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو بچپن میں دیکھا اور ان کی نبوت پر ایمان لے آئے کیونکہ ان کا گھرانہ قادیانیت کی آغوش میں آچکا تھا۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد سیالکوٹ میں ایک لیکچر دینے گئے تو سر ظفر اللہ اس مجلس میں موجود تھے۔ وفاداری بشرط استواری کے اصول کے تحت آپ نے تمام عمر قادیانیت کے لئے وقف کر دی۔ مرزا قادیانی کے بعد حکیم نور الدین کے دور (۱۹۰۸ - ۱۴ء) میں آپ نے لندن میں تعلیم مکمل کی اور پھر مرزا محمود (۱۹۱۴/۱۹۶۵ء) کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں رہے۔ مرزا محمود کے بعد تیسرے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد اور موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد سے بھی آپ نے بھرپور تعاون کیا اور کسی طور بھی قادیانی مسلک کی ترویج اور اپنے مشن کے لئے کام کرنے میں کوتاہی نہ کی۔ اگرچہ اس دور میں قادیانیت کو بہت سخت اور صبر آزما حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

سر ظفر اللہ کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں آپ ایک وکیل، آئینی و سیاسی مدبر اور قانون دان تھے۔ برطانوی دور میں اور عہدوں کے علاوہ آپ وائسرائے کی کونسل کے ایک ممبر بھی تھے اور اس لحاظ سے انگریز کی نوآبادیاتی پالیسی سے بخوبی آگاہ تھے۔ سر ظفر اللہ کا تمام کیریئر اس بات پر منحصر تھا کہ آپ انگریز کے خودکاشتہ پودے کی ٹہنی کا پتہ تھے۔ برطانوی سامراج کی پالیسیوں کی تکمیل اور ان کے نوآبادیاتی عزائم کو پورا کرنے میں ہر وقت اور ہر طرح مستعد رہتے تھے۔ مرزا محمود سربراہ دوم اور برطانوی اعلیٰ افسروں کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ آپ ہی کی ذات تھی۔ انگریز کو آپ کی وفاداری، تاج برطانیہ سے محبت، برطانوی راج کے استحکام کیلئے سرفروشی اور فدائیت پر پورا پورا یقین و اعتماد تھا۔ برطانوی حلقوں میں آپ شاہ (انگلستان) سے زیادہ وفادار سمجھے جاتے تھے۔ قادیانی جماعت نے ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۷ء تک جن جن سیاسی سازشوں میں حصہ لیا اس کے پس پردہ آپ کی مشاورت اور مرزا محمود کے احکامات کو گہرا دخل تھا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم اول، ترکی خلافت، عدم تعاون، ہجرت وغیرہ کی تحریکوں میں قادیانیوں کے گھناؤنے اور اسلام دشمن سیاسی کردار میں سر ظفر اللہ کا بڑا حصہ تھا۔ آپ ہی نے پہلی دفعہ مرزا محمود کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں ہوم سیکرٹری آف سٹیٹ لارڈ مانٹیگو سے دہلی میں ملاقات کی اور سیاسی امور خصوصاً خود مختار حکومت کے مسئلہ پر قادیانی موقف کی وضاحت کی۔ اس کے بعد ہر نئے وائسرائے ہند کو جماعت احمدیہ نے جو ایڈریس پیش کئے ان میں آپ پیش پیش رہے۔ ان ایڈریسوں میں جماعت کی انتہائی وفاداری، انگریز کی سچی خدمت اور اطاعت کاملہ کے جذبات کا اظہار ہوتا اور تجدید عہد کی جاتی۔ انگریز کی سیاسی پالیسیوں اور شاطرانہ چالوں کی تکمیل کے لئے احمدیہ جماعت کو خفیہ فنڈز سے معتد بہ حصہ ملتا تھا۔ مرزا محمود نے کئی خطبوں میں کہا ہے کہ وہ انگریز کی سیاسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ احمدیہ جماعت برطانوی حکومت کی ایک سیاسی ایجنسی سمجھی جاتی تھی اور احمدی انگریز کے جاسوس قرار دئے جاتے تھے۔ انگریز ایک طرف خفیہ مالی ذرائع مہیا کرتا۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کے کوٹے سے قادیانیوں کو اعلیٰ عہدے عطا کرکے جماعت کی ترقی میں مدد دیتا۔

سر ظفر اللہ برطانوی سول سروس کے افسروں اور قادیانی امیدواروں کے درمیان ایک اہم رابطہ تھے۔ آپ قادیانیوں کی ایک مقررہ تعداد کو فوج، سول اداروں اور خفیہ اداروں میں بھرتی کراتے اور ان کو بڑھنے پھولنے کے مواقع مہیا کرتے تاکہ خلافت کے چندوں میں اضافہ ہو۔ مرزا قادیانی کی امت بڑھے اور انگریز کے راز محفوظ رہیں۔

سر ظفر اللہ کو سر فضل حسین کی زبردست سرپرستی حاصل رہی۔ آپ کو گول میز کانفرنس میں سر فضل حسین نے بھجوایا۔ تاکہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی آواز کو دبا دیں۔ ان کانفرنسوں میں آپ نے سر فضل حسین کی سیاسی پالیسی کے ترجمان کے طور پر کام کیا اور انگریز سے خراج تحسین

حاصل کیا اور سر کا خطاب پایا۔ چوہدری رحمت علیؒ کی پاکستان سکیم کو آپ نے واہمہ اور ناقابل عمل بتایا ۱۹۳۱ء میں انگریز کے خلاف ہندوستانی انقلابیوں کی تحریکوں میں سر ظفر اللہ انگریز کے قانونی مشیر تھے اور دہلی سازش کیس میں سرکار کے وکیل تھے۔ سر جیمز کریرر رکن داخلہ سرکار برطانیہ آپ کو کراؤن کونسل مقرر کرنے میں ازحد دلچسپی رکھتے تھے۔ اسی سال ۱۹۳۱ء میں قادیانی حلقوں نے برطانوی اہل کاروں، سرکار پرستوں، جاگیرداروں اور نوجوانوں کی مدد سے مسلم لیگ کی قیادت کو چار بڑے دھڑوں میں تبدیل کر کے ایک دھڑے کی صدارت کیلئے سر ظفر اللہ کو منتخب کیا لیکن اسلامیان ہند نے مسلم لیگ کا یہ اجلاس نہ ہونے دیا۔ ایک کوٹھی میں چھپ چھپا کر چند ریزولیشن پاس کر کے پریس کو دے دیئے گئے۔ اس زمانے (۱۹۳۲ء) میں وائسرائے نے آپ کو اپنی کونسل میں بطور ممبر لے لیا۔ سر فضل حسین نے اسکی بھرپور سفارش کی۔

۱۹۳۵ء کے بعد آزادی کشمیر کی جدوجہد میں مسلم رہنماؤں نے ہندوستان سے ایک تحریک کی بنیاد اٹھائی قادیانی شاطر مرزا محمود نے کشمیر میں قادیانی سٹیٹ قائم کرنے کی ایک سازش تیار کر کے انگریز کی مدد سے ایک وسیع تبلیغی پروگرام تیار کیا۔ ظفر اللہ نے برطانوی نو آبادیات کی سیاسی پالیسی کی تکمیل کے لئے برطانوی سیکرٹری آف سٹیٹ کے اشاروں پر کشمیر میں سیاسی رہنماؤں کو خریدا اور ریاست میں قادیانی مشن قائم کرائے۔ مرزا محمود نے کشمیر کمیٹی کے پلیٹ فارم کو ان مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا انگریز کشمیر اور شمالی سرحدی علاقوں میں وفادار جماعتوں اور جاسوسوں کو پروان چڑھا کر ایک تو روسی توسیع پسندی کا مقابلہ چاہتا تھا۔ دوسرے اس علاقے کے شخص کو بدلنا چاہتا تھا۔ احرار رہنماؤں نے قادیانیوں کی ان سازشوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور سر ظفر اللہ بطور مسلمان وائسرائے کی کونسل میں تقرر کے خلاف آواز اٹھائی۔ قادیان میں احرار کی تحریک (۱۹۳۴ء) جسٹس کھوسلے کے جرأت مندانہ فیصلے کشمیر چلو کے نعرے اور احرار رضا کاروں کی گرفتاریوں نے سامراجی تنظیم قادیانیت پر کاری ضرب لگائی۔ ان حالات میں سر ظفر اللہ نے خود اور اپنی والدہ کی معرفت وائسرائے پر کافی اثر ڈالا اور احرار کی تحریک کو ناکام بنانے میں ہر حربہ اختیار کیا۔

شہید گنج کی تحریک کے در پردہ سیاست میں سر ظفر اللہ اور سر فضل حسین کی شاطرانہ چالوں کو گہرہ دخل تھا۔ قادیانی رضا کاروں نے مسلمانوں اور احرار کے زعماء کے درمیان تصادم پیدا کرنے اور پنجاب کی سیاست میں سرکار نواز یونینسٹ طبقے کو ابھرنے کا موقع دینے میں پوری توانائیاں صرف کیں جس کے نتیجے میں "احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی"۔

۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت جو انتخابات ہوئے ان میں قادیانی جماعت پنجاب کی یونینسٹ قیادت کے ساتھ تھی۔ قادیانیوں نے مسلم لیگ کی بھرپور مخالفت کی اور کانگرسی وزارتوں کے قیام پر خوشی کے شادیانے بجائے۔ لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح کے ۱۹۳۷ء کے فائل قادیانیت کے سیاسی چہرے کی نقاب کشائی کرتے ہیں اور ظفر اللہ کے سیاسی کردار کے خدوخال پیش کرتے ہیں۔ لاہوری جماعت نے مسلم لیگ کی پالیسی سے اتفاق کیا جبکہ قادیانی جماعت نے کانگرس کا ساتھ دیا اور بعض کانگرسی رہنماؤں کو قادیان مدعو کیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں حضرت علامہ اقبالؒ کے جرأت مندانہ مقالے نے قادیانیت کے سیاسی عزائم اور دینی غداریوں کو واضح کر دیا تھا جس کے بعد، قادیانی پنڈت نہرو سے عقیدت کا اظہار کر رہے تھے پنڈت جی کا لاہور سٹیشن پر قادیانی رضاکاروں نے استقبال کیا اور فخر قوم کے نعرے لگائے۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۵ء تک کا زمانہ کانگرس سے پینگیں بڑھانے میں گزر گیا۔

دوسری جنگ عظیم میں سر ظفر اللہ انگریز کا نفس ناطقہ تھا۔ قادیانی جماعت نے جنگ میں بھرتی دی۔ مالی تعاون کیا۔ اور بین الاقوامی سطح پر تحریک جدید کے مشنوں کے تحت انگریز کے لئے جاسوسی کی۔ سر ظفر اللہ اور مرزا محمود ان تمام کارروائیوں کے پس پردہ برطانوی مہروں کے طور پر کام کرتے رہے۔ انہوں نے کبھی بھی مسلمانوں کی آزادی و حریت کے حق میں آواز نہ اٹھائی۔ جتنی جتنی انگریز نے ہندوستان کو آزادی دینے کی پالیسی میں اپنے مفاد کے لئے لچک پیدا ہوئی ۱۹۴۵ء سے لیکر ۱۹۴۶ء تک نہ تو سر ظفر اللہ نے اور نہ ہی مرزا محمود نے پاکستان کے حق میں کوئی آواز بلند کی ان کی تمام تر توجہ قادیان کو اپنی مملکت بنانے پر مرکوز رہی۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں قادیانی جماعت نے مسلم لیگ کی نام نہاد حمایت کا جو اعلان کیا وہ انتہائی منافقت، عیاری اور موقع پرستی پر مبنی تھا ہر حلقے کے انتخاب میں قادیانیوں نے الگ پالیسی، اختیار کر رکھی تھی۔ اکثر جگہوں پر یونینسٹ امیدواروں کا ساتھ دیا گیا اور کئی آزاد امیدواروں نے قادیان میں آکر جماعت احمدیہ کا تعاون حاصل کرنے کے معاہدے کئے۔

سر ظفر اللہ ایک اہم سیاسی شخصیت

کو سیالکوٹ سے قادیان لائے اور مرزا محمود سے ایک معاہدہ کرنے کی سفارش کی۔ کئی انتخابی حلقوں میں قادیانیوں نے مسلم لیگ کے امیدواروں کے خلاف ذلیل پراپیگنڈہ کیا اور انہیں ناکام بنانے کے حربے اختیار کئے۔ سر ظفر اللہ کا ایک بھی ایسا بیان موجود نہیں جس میں انہوں نے پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا ہو۔ یا مسلم لیگ کی ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کی سیاسی پالیسی کے حق میں کوئی واضح بیان دیا ہو۔ آپ کو انگریزی حکومت کے ہمیشہ قیام میں اپنی اور قادیانیت کی بقاء مضمر نظر آتی تھی آپ کے دینی عقائد، سیاسی مزاج اور برطانوی آقاؤں سے تعلقات اس بات کی کسی طور پر اجازت نہ دیتے تھے۔ کہ آپ انگریز کی بالادستی کو ڈھلتا ہوا دیکھیں۔ قادیان کی آزادانہ حیثیت کے قیام کیلئے ۱۹۴۷ء کے وسط میں مرزا محمود نے

اپنی سیاسی پالیسی میں جو معمولی تبدیلی پیدا کی اور مسلم لیگ کی طرف جس جھکاؤ کا اظہار کیا اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ کیونکہ پنجاب کی تقسیم کا اعلان ہو چکا تھا۔ اور پاکستان کا وجود ایک حقیقت بن کر ابھر رہا تھا۔ قادیان میں علیٰحدہ ویٹیکن قسم کی ریاست عملاً دشوار امر تھا۔

سر ظفر اللہ نے پاکستان کے وزیر خارجہ کے طور پر برطانوی اور بعد میں امریکی اشاروں پر جو خارجہ پالیسی وضع کی اس کے مضمرات ہمارے سامنے ہیں کشمیر کے مسئلے پر آپ نے وہ رویہ اختیار کیا جو مرزا قادیانی نے برطانوی جاسوس مولوی لطیف کی سنگساری اور مرزا محمود نے دوسرے قادیانی جاسوسوں کے افغانستان میں قتل کے سلسلے میں روا رکھا۔ فلسطین یا دیگر اسلامی ممالک کی آزادی کے سلسلے میں سر ظفر اللہ نے پاکستان کی سیاسی پالیسی اور اس کے عربوں کی حمایت کے موقف کو پیش کیا۔ اپنی ذاتی حیثیت سے وہ ان اسلامی ممالک کے تمام باشندوں کو مطلق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ ان ممالک کے سربراہوں نے اپنے نیم خود مختار یا انقلابی اقتدار میں قادیانی مشن یا تو قائم نہ ہونے دیے یا ان کے قیام کے بعد ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا "جرم" کیا۔ مرزا قادیانی نے دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں اپنا لٹریچر روانہ کر کے وہاں کے علماء، زعماء اور خلافتِ ترکیہ کے خلاف نہایت بدگوئی کی اور ان کی تباہی کی پیشن گوئیاں اور انگریز کی حکومت کے غلبے کی دعائیں کیں۔ مرزا محمود نے اپنے جاسوسوں اور صیہونی ایجنٹوں اور یہودی آقاؤں کی مدد سے اسلامی ممالک کی سالمیت کو نقصان پہنچایا۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے اس شجرِ خبیثہ کا ایک پھل کس طرح مسلمانوں کا بہی خواہ ہو سکتا تھا؟ وہ ایک تنخواہ دار وکیل کی طرح تھا جس کو فیس دا کر کے آپ کسی قسم کے کیس کی وکالت کرا سکتے ہیں پاکستان کی وزارتِ خارجہ سے علیٰحدگی کے بعد وفات تک کے تقریباً تیس سالوں میں سر ظفر اللہ، قادیانی جماعت مرزا محمود، مرزا ناصر اور مرزا طاہر میں سے کسی نے بھی فلسطین یا اسلامی ممالک کے لئے کوئی آواز بلند نہ کی۔ انہوں نے تو صیہونی اشاروں پر فلسطین میں ۱۹۲۸ء سے لے کر آج تک مسلمانوں کے خلاف گھناؤنی سازشیں کیں جن کی تفاصیل کتاب "قادیان سے اسرائیل تک" موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

عالمی عدالت انصاف میں امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر ڈلزکی اعانت سے سر ظفر اللہ جج مقرر ہوئے یہ پاکستان میں امریکی خدمات کی انجام دہی کا ثمرہ تھا۔ پاکستان کو سیٹو جیسے معاہدوں میں پھنسانے کے صلے میں آپ کی عزت افزائی کی گئی۔ سر ظفر اللہ نے جنوب افریقہ کے انقلاب کے مسئلے پر عالمی عدالت میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس کے نتیجے میں برطانوی اور امریکی آقاؤں کی اشیر واد حاصل کر کے آپ کو عدالت کی صدارت تو مل گئی لیکن یہ داغ کسی طرح دھل نہ سکے گا۔ برطانوی سامراج کی شخصی یادگار سر ظفر اللہ محکوم اقوام کی آزادی کا ترجمان بن ہی نہیں سکتا تھا

۱۹۷۴ء کی تحریک میں بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں لندن مشن اور سر ظفر اللہ کے بیانات تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں اور ان کی تلخی ابھی تک نہیں بھولی ہے۔ بین الاقوامی عدالت میں ظفر اللہ کے کردار کا ذکر ہو چکا ہے ۱۹۴۵ء میں برطانوی سامراج نے آزادی پسند چین کی تحریک حریت کے زمانے میں آپ کو اپنا اے۔ جی نامزد کر کے خصوصی خدمات کی بجا آوری کیلئے چین روانہ کیا۔ ایسے ہی تحریک پاکستان کے آخری ایام میں جون ۱۹۴۷ء تک جب تک برطانوی وزیر اعظم نے تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ سر ظفر اللہ انڈین فیڈرل کورٹ کے جج تھے اور جج کی حیثیت سے کسی قسم کی سیاسی تحریک میں کوئی حصہ نہ لے سکتے تھے۔ ۳۰ جون ۱۹۴۷ء کے بعد آپ استعفیٰ دے کر نواب بھوپال کے آئینی مشیر بن گئے۔ انگریز ان کی خدمات والیانِ ریاست ہائے ہند کے مفادات کے تحفظ اور برطانوی حکومت کے ساتھ ان کے خصوصی تعلقات کے سلسلے میں معاہدات کی تشکیل کے لئے مستعار لینا چاہتا تھا۔ لیکن آزادی کے ایکٹ اور لیبر حکومت کے دیگر اعلانات سے سیاسی صورت حال بدل گئی۔ سر ظفر اللہ نے انگریز گورنر پنجاب اور دیگر افسروں کے اشارے پر پنجاب کی سیاست میں قدم جمانے کے لئے راہ ہموار کی سر خضر حیات کو استعفیٰ کا مشورہ دیا اور خود چیف منسٹر بننے کی امید لگا بیٹھے۔

سر ظفر اللہ کٹر قادیانی تھے۔ مسلمانوں کو کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے پر ایمان رکھتے تھے اسی لئے قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھا۔ قادیانیوں کو سرِ دست میں لانے اور جماعت کے لئے سیاسی اور مادی فوائد کے حصول میں کوشاں رہے۔ یم کے کرنل لارنس اور برطانوی سامراج کے عظیم حاشیہ بردار تھے۔ آپ استحصالی، اسلام دشمن اور حریت کش طبقات کے ترجمان اور آزادی کے متوالوں کے سخت مخالف تھے۔ برطانیہ، امریکہ، اسرائیل اور قادیانی خلیفوں کے درمیان اہم رابطہ تھے۔ آپ کے ذاتی کردار کے بارے میں اگر کسی صاحب کو دلچسپی ہو تو ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء کے الفضل قادیان اور پیغام صلح لاہور ملاحظہ کریں۔ خاص طور پہ اس زمانے کی تحریرات جبکہ خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء پر آپ نے مرزا محمود کو روپوں کی تھیلی پیش کی اور لاہوری امیر جماعت محمد علی نے آپ کو باہمی اختلافات میں ثالث بننے کی ایک دعوت دی۔

قادیانیوں کیخلاف مقدمات میں کسی کو سزا نہیں ہوئی

کراچی (ختم نبوت رپورٹ) وفاقی وزیر برائے امور داخلہ شاہ محمد پاشا کھوڑو نے قومی اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ صوبہ پنجاب میں قادیانیوں کے خلاف ۴۰ مقدمات زیر سماعت ہیں ابھی تک کسی قادیانی کو آرڈیننس میں سزا نہیں ہوئی۔

بزم ختم نبوت

قارئین! ان صفحات میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

محترم المقام جناب حافظ صاحب زید مجدہم

سلام مسنون!

لندن میں عالمی ختم نبوت کانفرنس انتہائی کامیاب رہی، کانفرنس کی کامیابی کے بارے میں حضرت باوا صاحب سے سن لیا ہوگا۔ مکمل رپورٹ مولانا منظور الحسینی صاحب نے دیدی ہوگی۔ الحمد للہ خوب کامیاب رہی حتیٰ کہ ظفر اللہ لعنتی اسی غم میں جہنم رسید ہوگیا کہ اب تو باوا صاحب، مولانا منظور الحسینی، مولانا اللہ وسایا صاحب ہمارے تعاقب میں برطانیہ بھی پہنچ گئے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب خوب محنت فرمارہے ہیں۔ یہ پورا ہفتہ بالٹے ایک ٹاؤن ہے وہاں ہوگا۔ اگلے دو ہفتے دارالعلوم بری میں طلبہ علماء اور عوام کو مرزائیت کے بارے میں پڑھائیں گے ستمبر کا آخری ہفتہ لندن میں ہوگا۔ اس طرح ان کی محنت قابل تعریف ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے آمین۔ غالباً اکتوبر کے پہلے ہفتے میں واپسی ہوگی۔ پھر ربوہ کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ میرا بھی پروگرام ہے کہ ستمبر کا آخری ہفتہ حجاز مقدس میں گزاروں اور عمرہ کروں پھر مدینہ طیبہ حاضری دے کر واپس پاکستان آؤں واپسی پر انشاء اللہ آپ سب کی زیارت کروں گا۔

رسالہ ہر ہفتے مطالعہ میں رہتا ہے ماشاء اللہ مضامین معیاری ہوتے ہیں۔ آپ حضرات کی محنت اور ذوق نمایاں نظر آتا ہے۔ دربار ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے اور عوام میں شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔ باقی بندہ کی جانب کی مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب، منظور الحسینی صاحب اور دیگر تمام احباب کو سلام کہیں۔

والسلام

امداد الحسن نعمانی عفی عنہ

مانچسٹر برطانیہ

نوٹ: یہ خط دیر سے ملا جسے من وعن شائع کر دیا گیا ہے۔

محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا خط اور اس کے ساتھ منسلک کتابچہ "کلمۂ طیبہ کی توہین" موصول ہوئے۔ میں اس کا مطالعہ کرچکا ہوں۔ اس کا کچھ حصہ تکبیر میں شائع ہوچکا ہے۔ آپ نے حقیقتاً ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ قادیانی کلمۂ طیبہ کے نام پر ذہنوں کو جس طرح الجھا رہے تھے اور اپنے خطوط کی مہم کے ذریعے انہوں نے جو مغالطہ کیا تھا۔ الحمد للہ اس کا مکمل ازالہ ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین کے دفاع اور دشمنوں کی سرکوبی پر اجر عظیم سے نوازے۔ یہ کتابچہ ہر لحاظ سے مکمل ہے مجھے اس میں کسی ترمیم و اضافے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ البتہ بڑے پیمانے پر اس کی تشہیر و اشاعت کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ والسلام

آپ کا مخلص

محمد صلاح الدین

مدیر تکبیر

مکرمی جناب مدیر المحترم "ختم نبوت"

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خدا کرے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں!

گزارش یہ ہے کہ چند روز پہلے مہتمم دارالعلوم دیوبند صاحب مدظلہ العالی کے حجرہ میں آپ کا رسالہ "ختم نبوت" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ماشاء اللہ کافی عمدہ پایا۔ اللہ تعالیٰ رسالہ ہذا کو قائم و دائم رکھے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے اس کے بعد ایک ساتھی جو حال میں پاکستان گئے تھے ان سے معلوم ہوا کہ جناب نے فرقۂ باطلہ کو ختم کرنے کے لیے کمربستہ ہیں اور کافی کتابیں اس سلسلے میں شائع کرچکے ہیں۔ خصوصاً قادیانیت کے خاتمہ کے لیے آپ سعی کافی فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

محمد مصطفیٰ میرٹھی

دارالعلوم دیوبند

ترتیب مولانا منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ایس۔ ایم قطب الدین۔ حیدرآباد

سوال:۔ صورت حال یہ ہے کہ میں اسپئیر پارٹس کا کاروبار کرتا ہوں میں کراچی سے مال لے کر آتا ہوں اور آگے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں سپلائی کرتا ہوں۔ میں جن سے مال لیتا ہوں ان کا قرضہ میرے اوپر تقریباً ۳۰,۰۰۰ روپے ہے اور دوسروں کے اوپر میرا قرضہ تقریباً ۱۸,۰۰۰ روپے ہے اور میرے پاس تقریباً ۸۰,۰۰۰ کا مال موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ میں کس طرح سے زکوٰۃ نکالوں؟ ایک جگہ میں نے پڑھا ہے کہ کل رقم میں سے قرضہ نکال کر جو بچے اس پر زکوٰۃ ادا کرنی پڑتی ہے لیکن وہ رقم جو کہ دوسروں پر قرضہ ہو اس کے لئے کیا حکم ہے اور وہ رقم جو میں نے قرضہ دے رکھی ہو تفصیل سے جواب دیکر ممنون فرمائیں جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے۔ اس سوال کا جواب براہ راست دیجئے گا شکریہ!

جواب:۔ جتنی مالیت آپ کے پاس موجود ہے اس سے قرضہ جات کو منہا کرکے بقیہ کی زکوٰۃ ادا کر دیا کریں واللہ اعلم

شیخ محمد قطب الدین حیدر آباد

سوال:۔ اگر کوئی غیر مسلم مسلمان کو "السلام علیکم" کہے تو مسلمان کو اسکے جواب میں کیا کہنا چاہیے؟ میں نے سنا ہے کہ غیر مسلم کو نہ سلام کرنا چاہیے اور نہ اس کا جواب دینا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ صرف "وعلیکم" کہتے ہیں جب کہ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ سلام کیا کرو اور اس کا جواب دیا کرو تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو۔ اس کے متعلق بھی فرمائیے کہ اس کا کیا حکم ہے۔

جواب:۔ غیر مسلم کو سلام نہ کہا جائے۔ وہ کہے تو "وعلیکم" کہہ دیا جائے۔ سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے۔ واللہ اعلم

عبدالقیوم خان ولد محمد ایوب خان

سوال:۔ سماۃ پروین دختر محمد یعقوب خان سکنہ ڈھڈیال (چکوال) کی شادی تقریباً ۱½ سال بیشتر ہوئی اس دوران ان کے ایک بیٹی گل رخ پیدا ہوئی جسکی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ ہے سماۃ پروین اپنے خاوند کے گھر آباد رہی ۱½ ماہ بیشتر پروین قضا الٰہی سے وفات پاگئی مرحومہ پروین کے جہیز کا جو سامان وغیرہ ہے شرعاً قرآن پاک اور حدیث کی رُو سے کس کی ملکیت ہے

جواب:۔ مرحومہ کا کل ترکہ (جس میں شوہر کا مہر بھی شامل ہے۔ اگر وہ وصول نہ کر چکی ہو) ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت از تہائی مال (اگر کوئی وصیت کی ہو) کے بعد تیرہ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ تین شوہر کے چھ لڑکی کے، دو۔ دو ماں باپ کے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

نمبر $\frac{13}{12}$ پروین

شوہر	بیٹی	ماں	باپ	
۳	۶	۲	۲	واللہ اعلم

عبدالمنان

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک شادی شدہ عورت جب کہ اس کے بچے زیادہ ہو جاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے کیا ایسی عورت اپریشن کے ذریعے یا کسی دوائی کے ذریعے حمل کو ضائع کر سکتی ہے۔ یا عورت مسلسل بیمار ہو یا کمزور ہو یا بوڑھی ہو جائے کیا ان صورتوں میں حمل کو ضائع کر سکتی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

جواب:۔ حمل جب چار مہینے کا ہو جائے تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد حمل کا ساقط کرنا حرام ہے اس سے پہلے اگر کسی مجبوری کے تحت کیا جائے تو جائز ہے واللہ اعلم۔

محمد اکمل کراچی۔ ۵

سوال:۔ میں نے اپنے لڑکے کی شادی کا پیغام ایک عزیز کے ہاں دیا۔ انہوں نے کچھ دن کے بعد جواب دیا کہ میں نے علم الاعداد اور ستاروں کا حساب نکلوایا ہے۔ میں مجبور ہوں کہ بچوں کے ستارے آپس میں نہیں ملتے اس لئے میری طرف سے انکار سمجھیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ از روئے شرع ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے۔

جواب:۔ نجوم پر اعتقاد تو کفر ہے۔

سوال: میری ایک عزیزہ ہر بات میں "خواہ وہ اچھی ہو یا بری" خدا کے حکم سے کہنے کی عادی ہیں یعنی اگر کوئی خوشی ملی تو بھی اور اگر لڑکا آوارہ نکل گیا یا اسی قسم کی کوئی اور بات ہوئی تب بھی وہ یہی کہتی ہیں۔ بتائیے کیا ان کا اس طرح کہنا درست ہے؟

جواب:۔ تو کیا کوئی چیز خدا کے حکم کے بغیر بھی ہوتی ہے؟ واللہ اعلم

اخبارِ ختم نبوت

ایک قادیانی ریٹائر کردیا گیا

راولپنڈی (ختم نبوت رپورٹ) مڑی لینڈ اینڈ کینٹونمنٹ بورڈ کے ڈائریکٹر مشہور قادیانی عبدالجلیل خان کو ریٹائر کردیا گیا۔ ہفت روزہ ختم نبوت نے کئی ماہ پہلے اس کے قادیانی ہونے کی خبر شائع کی تھی اور اس کی علیحدگی کا مطالبہ کیا تھا۔ اس قادیانی کی جگہ نورالحسن کو ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ محکمے میں اور بھی متعدد قادیانی موجود ہیں

علامہ اقبال نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کا دشمن قرار دیا اور ان کیخلاف جہاد کیا

بیگم رعنا لیاقت کے قادیانیوں کی حمایت میں جاری کردہ خط پر قومی اسمبلی کے رکن مولانا وصی مظہر کا تبصرہ

حیدرآباد (نمائندہ ختم نبوت) قومی اسمبلی کے رکن مولانا وصی مظہر ندوی نے بیگم رعنا لیاقت علی خان کے اس خط کے جواب میں جو انہوں نے قادیانیوں کی حمایت میں دیا ایک بیان میں کہا ہے کہ قادیانیوں کی حمایت میں آپ کا ایک بیان آرٹ پیپر اور بہترین سرورق کے ساتھ اسی قسم کے بعض دیگر بیانات کے ہمراہ مجھے بذریعہ ڈاک موصول ہوا ہے۔ آپ کا یہ بیان پڑھ کر تعجب تو مجھے قطعاً نہ ہوا کیونکہ آپ نے اپنی پوری زندگی جن افکار و نظریات اور اعمال و افعال کی سرپرستی میں گزاری ہے۔ آپ کا یہ عمل بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ تاہم افسوس ضرور ہوا کہ اب جب کہ آپ کے کارنامہ حیات کی کتاب کا آخری صفحہ مکمل ہو رہا ہے۔ اس وقت بھی آپ نے خاتمہ بالخیر کی بجائے امت محمدیہ کے اندر ایک نئی نبوت کا نقشہ کھڑا کرنے والوں کی سرپرستی اور وکالت کر کے کتاب زندگی کے آخری صفحہ کو بھی سیاہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ امت محمدیہ کی وحدت کی ضمانت عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں نعوذ باللہ سچا ہے تو اس پر ایمان نہ لانے والے کافر ٹھہرتے ہیں اور اگر اس کا دعویٰ جھوٹا ہے تو اس پر ایمان لانے والے کافر قرار پاتے ہیں۔ اس لیے نئی نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسلم قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا ذمہ دار ہے اور پاکستان کی اساس یعنی مسلم قومیت کو پارہ پارہ کرنے کا مجرم ہے۔ قادیانیوں کی اس حیثیت کے بارے میں پوری امت متفق ہے۔ اور دنیا پرست سیاسی لیڈروں کے علاوہ تمام امت ان کو ایسا کافر سمجھتی ہے جو ملت اسلامیہ کی وحدت کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ آپ نے مسئلہ کو الجھانے کے لیے دینی اقتدار کے دشمنوں کی عادت کے مطابق ملاؤں کو اپنی گالیوں سے نوازا ہے۔ لیکن تمام علماء کرام کے متفقہ فتویٰ کو اگر تھوڑی دیر کے لیے فراموش بھی کردیا جائے تو آپ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے بارے میں کیا فرمائیں گی جنہوں نے قادیانیوں کو امت محمدیہ کا دشمن قرار دیا اور ان کے خلاف زبردست جہاد کیا۔

آپ یوپی مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ کے سیکرٹری اور لیاقت علی خان مرحوم کے ساتھ کام کرنے والے مسلم لیگ کے ممتاز رہنما جناب ظفر احمد انصاری صاحب کے بارے میں کیا کہیں گی جو بحمداللہ کے فضل سے اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور جنہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

آپ نے ذکر کیا ہے کہ "قائداعظم اور قائد ملت نے غیر مسلموں کو وزارت میں شامل کیا" جن میں سے ایک جوگندر ناتھ منڈل تھا۔ جو وزیر ہوتے ہوئے پاکستان سے بھارت بھاگ گیا۔ اور پاکستان دشمنی میں سرگرم عمل ہوگیا۔ دوسرا غیر مسلم سر ظفر اللہ خان تھا جس نے وزارت خارجہ کا قلمدان قادیانیوں کو تمام دنیا میں پھیل جانے کا موقع دینے کے لیے استعمال کیا، جس کی وزارت میں پاکستان ڈپلومیٹک محاذ پر ہر جگہ شکست ہوئی اور جس نے قائداعظم کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی انکار کردیا۔ آپ نے قادیانیوں کے کلمہ طیبہ کے بیج لگانے کا ذکر کیا ہے اور ان کو اس عمل سے روکنے کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے اس کی سخت مخالفت کی ہے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں کہ قادیانی کلمہ طیبہ کے ظاہری اعلان و اقرار کے ذریعہ عام مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور جب وہ ان کے دھوکہ میں آجاتے ہیں تو وہ ان کو ملت اسلامیہ سے کاٹ کر قادیانی بنا لیتے ہیں۔ اس لیے فریب کاری کی ان کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے پاکستان کے دشمن اگر پاکستان کا جھنڈا یا پاکستان کا ترانہ

باقی صفحہ ۳۶ پر

مطالبات تسلیم نہ کیے تو اسمبلی اجلاس کے موقعہ پر خاموش مظاہرہ کیا جائیگا

مظاہرہ میں مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں کے نمائندے شریک ہوں گے

لاہور (نمائندہ ختم نبوت) آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کا ایک خصوصی اجلاس مرکزی مجلس عمل اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی صدارت میں ہوا اجلاس میں بعض سیاسی راہنماؤں کی قادیانیت نوازی اور ان کی پشت پناہی کے طرز عمل پر انتہائی غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ طرز عمل ملک و ملت کے لیے قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ مجلس عمل نے مطالبہ کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد کیا جائے۔ ایک قرار داد میں شہید اسلم سیال کیس کی سماعت مکمل ہو جانے کے باوجود مجرموں کے خلاف سزاؤں کا اعلان نہ کرنے پر تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ مارشل لاء کے خاتمے سے پہلے مقدمہ کا فیصلہ سنایا جائے۔ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں حکومت کی ناکامی پر سخت احتجاج کیا۔ اجلاس نے فیصلہ کیا کہ اگر مجلس عمل کے مطالبات منظور نہ کیے گئے تو مجلس عمل میں شامل تمام جماعتوں کے نمائندے قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے موقعہ پر خاموش مظاہرہ کریں گے۔ اجلاس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، جمعیۃ علمائے اسلام کے مولانا عبد الحکیم، مولانا منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے، میاں اجمل قادری، جمعیۃ علمائے پاکستان کے ملک اکبر ساقی، مجلس علماء شیعہ کے علامہ علی غضنفر کراروی، خاقان بابر ایڈووکیٹ، تنظیم اہل سنت کے مولانا ضیاء القاسمی، جماعت اسلامی کے مولانا گلزار احمد مظاہری اور مولانا عبد الرشید ارشد شریک ہوئے۔

مکافات عمل

کراچی (ختم نبوت رپورٹ) سیالکوٹ کے ایک ڈی ایس پی خالد عبد اللہ کو معطل کر دیا گیا اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ اس شخص کو مولانا محمد اسلم قریشی کیس کی تفتیشی ٹیم میں شامل کیا گیا تھا۔ جس نے تفتیش کا رخ غلط سمت پر ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی۔ اس سلسلہ میں اس نے ایک اخبار کے مقامی نامہ نگار سے مل بھگت کر کے یہ خبر شائع کرائی کہ مولانا محمد اسلم قریشی کا موضع ملوج کے جانے کا کوئی پروگرام نہیں تھا جس پر مجلس کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کی قیادت میں مجلس عمل کا ایک وفد گوجرانوالہ کے ایس ایس پی اظہر ندیم سے ملا تھا۔ ایس ایس پی نے خبر کی تردید کا وعدہ بھی کیا لیکن وہ تردید ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ ڈی ایس پی مذکور کی معطلی مکافات عمل کا کرشمہ بتائی جاتی ہے۔

لائبیریا مغربی افریقہ میں ختم نبوت کے موضوع پر جلسہ

مولانا علاؤ الدین ندوی کی تقریر

جلسہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا بھیجا ہوا عربی، اردو اور انگریزی لٹریچر تقسیم کیا گیا

لائبیریا مغربی افریقہ قادیانی گروہ لائبیریا مغربی افریقہ میں اپنے آپ کو احمدی کہلواتا ہے یہاں ان کی سرگرمیاں جاری ہیں تاہم یہاں کے مسلمان بھی اب بیدار ہو چلے ہیں اگرچہ مسلمانوں کی مالی حالت کمزور ہے لیکن ایمان مضبوط ہے یہاں مسلمانوں کا ایک مدرسہ ہے مالی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہاں کے قادیانیوں نے پیشکش کی کہ یہ مدرسہ انہیں دے دیا جائے اس طرح وہ مالی لالچ دیکر مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں مدیر مدرسہ شیخ ریاض نے الشیخ بن باز کو یہاں کی مکمل صورت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کچھ لٹریچر روانہ کیا اور مالی تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی رابطہ عالم اسلامی کے مندوبین اور مبعوثین کو بھی فتنہ قادیانیت کی طرف توجہ دلائی۔ گذشتہ دنوں سالزبی شہر میں رد قادیانیت کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا باشندگان شہر نے کثیر تعداد میں شرکت کی اس جلسہ میں مبعوثین رابطہ عالم اسلامی، دار الافتاء بعد ازہر اور مصری مبعوثین نے بھی شرکت کی جلسہ میں مولانا علاؤ الدین ندوی نے قادیانیت کی نشوونما میں برطانیہ کا کردار اور مرزا قادیانی کی زندگی پر مدلل روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ مرزا قادیانی کذاب تھا۔ اسے برطانیہ نے اپنے ذاتی مفاد اور متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی اسلام سے محبت اور وابستگی کے خلاف سازش کے طور پر کھڑا کیا تھا جس نے جہاد کی منسوخی کا اعلان محض برطانیہ کے قدم مضبوط کرنے کے لیے کیا تھا سامعین پر جلسہ کا گہرا اثر تھا راقم الحروف (نمائندہ ختم نبوت) نے اپنی تقریر میں بتایا کہ قادیانی پاکستان کے ہندوؤں، عیسائیوں اور چوہڑے چماروں کی طرح غیر مسلم اقلیت ہیں۔ عالم اسلام کا یہی فیصلہ ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان کا داخلہ بند ہے اس صورت سے آگاہ کرنے کے بعد دار الافتاء کی طرف سے مہیا کردہ، کتابیں تقسیم کی گئیں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ضلع خوشاب میں راجپوت آرگنائزیشن کا قیام

ضلع خوشاب میں ضلعی سطح پر وہاں کی راجپوت برادری نے ایک تنظیم قائم کی ہے۔ جس کا ضلعی آفس قصبہ روڈہ میں قائم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل عہدیداران اتفاق رائے سے منتخب ہوئے بانی تنظیم رانا قمر الدین ولد شمس الدین صدر رانا محمد رمضان ولد عبد الستار، نائب صدر رانا محمد مشتاق ولد حلیم الدین، جنرل سیکرٹری رانا محمد اسلم شاد ولد فخر الدین، جوائنٹ سیکرٹری رانا شبیر احمد ولد محمد اسمٰعیل، سیکرٹری نشر و اشاعت رانا محمد اکبر ولد شاہنواز، خازن رانا محمد سلیم ولد شمس الدین، اراکین شوریٰ رانا قمر الدین ولد شمس الدین، ماسٹر محمد ادریس ولد رحمت اللہ، رانا عاشق علی ولد محمد حسین، رانا حشمت علی ولد سوندھا خان، رانا قمر الدین، رانا محمد رفیق ولد محمد شریف، رانا محمد رمضان آزاد ولد عبد الغنی۔ تنظیم کو باقاعدہ رجسٹرڈ بھی کرا دیا گیا ہے۔

کی طرف سے جو لٹریچر منگوایا گیا تھا وہ بھی تقسیم کیا گیا بعض پمفلٹ کم ہوگئے تو وہ دوبارہ ٹائپ کرائے گئے اور انہیں فوٹوسٹیٹ کرکے تقسیم کیا گیا محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کے مفید نتائج برآمد ہوئے اور مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ قادیانیت دراصل مکروفریب اور دجل وتلبیس کا نام ہے یہ مسلمان نہیں کافر ہیں۔

حنیف رامے کی مرزائیت نوازی؟

پارٹی کے جوائنٹ سیکرٹری نے استعفیٰ دیدیا

لاہور (ختم نبوت رپورٹ) کالعدم مساوات پارٹی کے جوائنٹ سیکرٹری آغا ذیشان حیدر یزدانی مساوات پارٹی سے مستعفی ہوگئے انہوں نے ایک بیان میں پارٹی کے سربراہ محمد حنیف رامے کی پالیسی کو غلط قرار دیتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے گذشتہ دنوں مرزائیت کی حمایت کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مساوات پارٹی ایک ایسی جماعت ہے جو عوامی امنگوں اور نظریۂ اسلام کے یکسر مخالف ہے۔ انہوں نے کہا اگر پارٹی کے سربراہ اپنے رویہ سے باز نہ آئے تو عنقریب ان کی پارٹی سے مزید عہدیدار بھی مستعفی ہوجائیں گے۔

قادیانی جج کی تبدیلی

گوجرانوالہ (ختم نبوت رپورٹ) ایک قادیانی جج ظفر سلطان جو سیالکوٹ میں تھا۔ اطلاع یہ ہے کہ اب تبدیل کرکے اسے لاہور بھجوادیا گیا۔ مذکورہ جج کے خلاف بہت سی ناگفتنی باتیں زبان زدعام تھیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ نہایت سخت قسم کا متعصب مرزائی ہے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے حلقوں نے اس تبدیلی کا خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت پہ زور دیا ہے کہ اس قسم کے سخت متعصب مرزائی کو کسی بھی صورت جج کے عہدے پر فائز نہیں رہنا چاہیے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کو فوراً ملازمت سے سبکدوش کیا جائے۔

صدیق آباد ربوہ میں ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر فائرنگ کیس کے ملزموں

کی ضمانت لینے اور درج مقدمہ میں ردوبدل کرنے کی تحقیقات کا مطالبہ

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور آئی جی پنجاب حافظ صباح الدین جامی سے مطالبہ کیا ہے کہ ۲۵ اکتوبر کو ربوہ مسلم کالونی میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں پر فائرنگ اور پتھراؤ کرنے پر درج شدہ مقدمہ کی دفعہ ۳۰۷ کو تبدیل کرکے ملزمان کو رعایت دے کر ضمانتیں لینے کے واقعہ کی فوری تحقیقات کرائی جائے اور ایس ایچ او تھانہ ربوہ اور آر ایم ربوہ کو بلاتاخیر وہاں سے تبدیل کیا جائے۔ ۱۲ ربیع الاول کو مسلمانوں کی طرف سے ربوہ میں میلادالنبی ﷺ کے جلوس پر قادیانیوں کے متوقع حملہ کی روک تھام کے لیے قادیان بھارت سے آتے ہوئے مرزائی عبدالقدیر کا ویزا منسوخ کرکے واپس بھیجا جائے انہوں نے کہا اس دفعہ مرزائیوں نے ۲۴، ۲۵ اکتوبر کو منعقدہ ختم نبوت کانفرنس ربوہ پر حملہ کا پروگرام بنایا تھا۔ جس کے پیش نظر متعدد عبادت گاہ بیت الحمد میں قادیانیوں نے اسلحہ اور پتھر جمع کر رکھے تھے ۲۴ اکتوبر کا دن خیریت سے گذر گیا اور ۲۵ اکتوبر کو قادیانیوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں پر پتھراؤ اور فائرنگ کی جس پر مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا اور اکابرین جلسہ نے مجمع کو کنٹرول کیے رکھا کانفرنس میں اس واقعہ کی شدید مذمت کی گئی بعد ازاں ایس ایچ او تھانہ ربوہ چوہدری ذوالفقار علی کی رپورٹ پر دفعہ ۳۰۷-۱۴۸، ۱۴۹ پرچہ درج کیا گیا جس کا نمبر ۲۱۹/۱۹۹ ہے ایف آئی آر میں یہ بات درج ہے کہ قادیانی عبادت گاہ بیت الحمد سے ایک قادیانی نے مسلمانوں پر ریوالور سے تین فائر کیے جس پر پہلے آٹھ قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا اور دو مجرمان کو بعد میں گرفتار کیا۔ مقام افسوس ہے کہ ایس ایچ او تھانہ ربوہ نے قادیانیوں کی ملی بھگت سے ایف آئی آر کی دفعہ ۳۰۷ کو تبدیل کرکے دفعہ ۳۲۶ کردیا گیا اور تمام قادیانی مجرمان کو آر ایم ربوہ نے ضمانت پر رہا کردیا جس کی وجہ سے قادیانیوں کو آئندہ غنڈہ گردی کرنے کی شہ دی گئی ہے انہوں نے کہا کہ ہر سال میلادالنبی ﷺ کے موقعہ پر ربوہ میں مسلمان جلوس نکالتے ہیں۔ اس دفعہ مرزائیوں نے اس جلوس پر حملہ کا پروگرام بنالیا ہے قادیانی ربوہ میں کھلے عام قادیانی نوجوانوں کو غلیلیں اور شیشے کی گولیاں بھی تقسیم کی جارہی ہیں۔ اور قادیانی کھلے عام ایجنٹ لیے پھرتے ہیں اور اسلحہ اکٹھا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیان بھارت کے لنگرخانہ کا انچارج مرزائی ان دنوں ربوہ آیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ایک اور قادیانی فتح محمد ہے۔ اس کی بیوی ۱۱ ستمبر ۸۵ء کو پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ یہ مرزائی بھارتی جاسوس معلوم ہوتا ہے جو ربوہ میں گڑبڑ کراکے ملک میں خون خرابہ کرانے کا پروگرام بنا رہا ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ آر ایم ربوہ اور ایس ایچ او ربوہ کو فوراً تبدیل کیا جائے۔

انجمن تحفظ ناموس صحابہؓ کے عہدیداران کا انتخاب

خوشاب (نمائندہ ختم نبوت) جامعہ مصباح العلوم خوشاب میں مجلس تحفظ ناموس صحابہؓ کا ایک اجلاس ہوا، مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔ سرپرست مولانا محمد سلیمان خطیب جامع مسجد تبلیغی، صدر قاری زین السلام ٹھیکیدار، نائب صدر ملک بہادر بجرانوالہ ملک مختار احمد، جنرل سیکرٹری مولانا عبدالرحمن ساقی، جوائنٹ سیکرٹری صوفی علی احمد خان، سیکرٹری نشر واشاعت صوفی نذیر احمد، پروپیگنڈہ سیکرٹری حافظ محمد رمضان پروانۂ ختم نبوت۔

بنک فراڈ اور قادیانی افسر

سیالکوٹ (ختم نبوت رپورٹ) گذشتہ ماہ اگست میں نیشنل بنک آف پاکستان سیالکوٹ کینٹ کی شاخ میں چار لاکھ روپے کا فراڈ کیس ہوا ہے۔ اس کیس میں بنک کے قادیانی بانگ آفیسر صلاح الدین بھی مبینہ طور پر ملوث ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس بانگ آفیسر نے ایک ہی نمبر ۲۲۹۹۹۹ کے دو چیک ۲۱ اور ۲۲ اگست ۸۵ء کو پاس کیے جن پر مبلغ ۲۷۵۲۰۰/- روپے ۱۲۸۳۸۶/- روپے کی بھاری رقمیں ادا کی گئیں۔ بنک کی انتظامیہ نے قادیانی افسر کو بچانے کے لیے مبینہ طور پر ایک غریب کلرک افضل حیات کو اس مقدمے میں ملوث کر دیا ہے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سکھر وفد کراچی میں

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر کا پانچ رکنی وفد جو کہ میر صبح صادق خان کھوسہ مولانا بشیر احمد مولانا محمد مراد صاحب ہالیجوی مولانا عبدالوہاب صاحب میر عبداللہ خان کھوسہ پر مشتمل تھا۔ نے مجلس کے مقاصد کیلئے کراچی کا دو روزہ دورہ کیا وفد نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا معائنہ کے دوران بتایا کہ سندھ میں قادیانیوں کی مشتبہ سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں کہیں تو وہ مسلمانوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہیں مسلح ہو کر سینوں پر کلمہ طیبہ کے بیج لگا کر مسلمانوں کو مقابلہ کیلئے للکارتے ہیں۔ کہ اگر ہمت ہے تو مقابلہ کر لو، سکھر میں قادیانی مرکز پر بیس بیس پچیس پچیس مسلح غنڈوں نے ٹولیاں ناجائز اسلحہ سے لیس ہو کر ہفتہ عشرہ میں بدلتی رہتی ہیں جو کہ موقعوں کو نادرے کر کہتے ہیں کہ اگر محلہ والے مسلمانوں کو کوئی خطرہ در پیش ہے تو ہمارے پاس آئیں ہمارے ہاں پورے انتظامات ہیں، وفد نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم قادیانیت کے خلاف پہلا اقدام تھا جس سے قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا پوری دنیا میں واضح ہو گیا اور اب کہیں بھی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ وفد نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے اسی میں حکومت اور مسلمانوں سب کی بہتری ہے۔

بقیہ: وصی مظہر ندوی

دھوکہ دینے کے لیے استعمال کریں اور پاکستانی فوج کی وفاداری تقسیم کرنے کی کوشش کریں تو کیا ان کو اس کی اجازت دی جائے گی کیا ان سے پاکستان کا جھنڈا چھین لینا ہر پاکستانی کا فرض نہ ہوگا۔

بقیہ: غلاف کعبہ

دروازہ کا پردہ اور غلاف باندھنے کی پٹی

باب کعبہ کے پردہ اور غلاف کی پٹی کی تیاری کے لئے کپڑے کو مشینوں میں کس کر سوتی دھاگے سے کشیدہ کاری کے ذریعے الفاظ لکھے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ کافی نمایاں (مثبت کاری) ہو جائیں۔ اس کے بعد سونے اور چاندی کے تاروں سے ان الفاظ کو منقش کرتے ہیں۔ یہ کام مشینوں کے ذریعے ناممکن ہے صرف کاریگر ہاتھ ہی یہ خوبصورت اور نفیس کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس سارے عمل کے لئے تقریباً دس ماہ درکار ہوتے ہیں۔

غلاف کعبہ کے متعلق دلچسپ اعداد و شمار

غلاف کعبہ کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

غلاف کعبہ ۴۷ حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر حصہ ۱۴ میٹر لمبا اور ۹۵ سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے۔ غلاف کعبہ کا مکمل رقبہ ۶۵۸ مربع میٹر ہوتا ہے۔ غلاف کی پٹی کا محیط ۴۷ میٹر اور ۹۵ سینٹی میٹر چوڑا ہوتا ہے اور یہ ۱۶ ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پٹی پر منقش آیات سونے اور چاندی کے تاروں سے مثبت ہوتی ہیں۔ غلاف کے لئے ۶۷۰ کلوگرام سفید ریشم استعمال کیا جاتا ہے۔ اسے بعد میں سیاہ رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ غلاف کی پٹی اور دروازہ کے پردے کے لئے ۱۲۰ کلوگرام سونے اور چاندی کا دھاگہ استعمال کیا جاتا ہے۔

بقیہ: برکات نبوت

(سیرۃ ابن ہشام ص ۵۶ جلد ۱) و رواہ ابو یعلیٰ والطبرانی و رجالہا ثقات۔ مجمع الزوائد ص۲۲۱ ج ۸)

شق صدر کا واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عمر میں چار مرتبہ پیش آیا۔

اول بار زمانہ طفولیت میں پیش آیا جب کہ آپ حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں تھے اور اس وقت آپ کی عمر مبارک چار سال کی تھی ایک روز آپ جنگل میں تھے کہ دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل سفید پوش انسانوں کی شکل میں ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر نمودار ہوئے اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے قلب مطہر کو نکالا پھر قلب کو چاک کیا اور اس میں سے ایک یا دو ٹکڑے خون کے جمے ہوئے نکالے اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر شکم اور قلب کو اس طشت میں رکھ کر برف سے دھویا بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ پر رکھ کر سینہ پر ٹانکے لگائے اور دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر لگا دی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ آپ کو دس سال کی عمر میں پیش آیا۔ یہ حضرت ابو ہریرہؓ سے صحیح ابن حبان اور دلائل ابی نعیم وغیرہ میں مذکور ہے۔

تیسری بار یہ واقعہ بعثت کے وقت پیش آیا جیسا کہ مسند ابی داؤد طیالسی صفحہ ۲۱۵ اور دلائل ابی نعیم صفحہ ۶۹ جلد ۱ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جیسا کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس بارہ میں روایتیں متواتر اور مشہور ہیں۔

الحاصل یہ چار مرتبہ کا شق صدر روایات صحیحہ اور احادیث معتبرہ سے ثابت ہے۔

تار کا پتہ
شاہین کراچی

ٹیلیکس
۲۷۱۹

پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ

الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبہ
میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، جہاز راں کمپنیاں
اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ کسٹم اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل
ہیں

فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰

پاک
شاہین
کنٹینر سروس لمیٹڈ

پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

WEEKLY **KHATME-NUBBUWAT** KARACHI
Registered S. No. 3220

نعت شریف

کہنے لگا ہوں نعت جو حضرت رسولؐ کی
سمجھا ہوں میں اِسے بھی اطاعت رسولؐ کی

پنہاں ہے حرفِ لا میں صباحت رسولؐ کی
آنکھوں میں کھچ کے رہ گئی صورت رسولؐ کی

صورت رسول کی ہے کہ سیرت رسولؐ کی
ہے درسِ زیست جلوت و خلوت رسولؐ کی

آئینۂ عمل ہے رسالت رسولؐ کی
عالم میں کیوں نہ پھیلتی رحمت رسولؐ کی

جنت ہے اسکے حق میں بشارت رسولؐ کی
تسلیم کرلی جس نے وکالت رسولؐ کی

ذراتِ کائنات نبوت شناس ہیں
کنکر بھی دے رہے ہیں شہادت رسولؐ کی

ہے مدعیٔ عدل جو قرآن کا نظام
ہے داد کا تقاضا نظامت رسولؐ کی

وہ سرفرازِ ہر دو جہاں ہے خدا گواہ
کرلی قبول جس نے قیادت رسولؐ کی

اُمّی لقب کا کوئی مماثل! نہیں نہیں
فہم و خرد سے بالا فضیلت رسولؐ کی

اے دوستو وہ قابلِ تعظیم ہیں سبھی
جن کے نصیب میں تھی رفاقت رسولؐ کی

تکبیر لب پہ ہاتھوں میں توحید کا علم
غزوات سے عیاں ہے شجاعت رسولؐ کی

شارقؔ ہے جس کو شوق بصد شوق دیکھ لے
لے کر چلا ہوں سینے میں حسرت رسولؐ کی

خاص برائے ختم نبوت

جناب علامہ شارق انبالوی کروڑ لعل عیسن